Reg: PCPB/458-S
NPR-295

صوت النجف

فاطمة
بضعة منی فمن آذاها فقد آذانی

لسماحة آیة الله العظمی المرجع الدینی الکبیر الشیخ بشیر حسین النجفی دام ظله الوارف

ماہانامہ علمی سماجی ماہِ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۰ھ شمارہ ۶۵

5 فاطمہ علیہ السلام دین کا ٹکڑا ہیں

8 فضیلتِ فاطمۃ الزہراء علیہ السلام

10 تسبیح سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا

13 سیدہ فاطمہ زہراء سلام علیہا اپنے گھر میں

15 نظام غلامی اور اسلام

16 امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور فاطمہ زہراء علیہا السلام

18 وضو کی اہمیت اور اس کا اجر و ثواب

20 مرجع عالی قدر دام ظلہ سے پوچھے گئے سوالات اور ان کے جوابات

بانی

سماحۃ آیۃ اللہ العظمی المرجع الدینی الکبیر الشیخ بشیر حسین النجفی

مدیر اعلیٰ

جناب نصیر الدین

نائب مدیر اعلیٰ

حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ علی النجفی

انتظامی مدیر

مولانا قیصر عباس

معاونین:

مولانا سید محمد علی ہمدانی

مولانا محمد مجتبیٰ نجفی

مولانا محمد تقی ہاشمی

فوٹو گرافر

سید محمد حسین

رسالے کی سالانہ ممبرشپ حاصل کرنے کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں۔

00923125197082

اپنی تجاویز دینے کے لئے ہمیں ای میل کریں۔

Email:m.urdu@alnajafy.com

009647807363942

صوت النجف کو مقالات و تحریروں میں تدوین و ترمیم کا مکمل اختیار ہے ۔

سماحة آية الله العظمى المرجع الديني الكبير

الشيخ بشير حسين النجفي

دام ظله الوارف

کی

نصیحت

مؤمن کے حقوق

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ و السلام علی اشرف المبعوثین محمد و آلہ المعصومینؑ واللعنۃ الدائمۃ علی اعدائھم اجمعین الی یوم الدین:

قال اللہ سبحانہ: وَ الْمُؤْمِنُونَ وَ الْمُؤْمِناتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِياءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَر

اور مؤمن مرد اور مؤمنہ عورتیں ایک دوسرے کے لئے مددگار ہیں، وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔

(سورہ توبہ ۷۱)

تیرواں حق

وَ يُكَافِئُ صِلَتَهُ

یعنی اگر کسی مؤمن نے آپ کے ساتھ حسنِ سلوک کا مظاہرہ کیا تھا، آپ کی کسی خوشی یا غمی میں شرکت کی تھی تو آپ اس کا ویسا ہی بدلہ ادا کریں۔

یعنی آپ بھی اس کی غمی اور خوشی میں شرکت کریں اور اگر آپ اس کا فقط شکر ادا کریں تو یہ بھی کافی ہے اور اگر اس نے آپ کو کوئی ہدیہ یا سوغات دی ہے تو اس کا بھی بدلہ عطا کریں یعنی آپ بھی اس کو کچھ ہدیہ پیش کریں اور دونوں مؤمنوں کا اخلاقی فریضہ ہے کہ ایک دوسرے سے ہدیہ اور صلہ قبول کریں۔

چودواں حق:

وَ يَشْكُرُ نِعْمَتَهُ

اگر کسی مؤمن نے آپ کو کوئی نعمت فراہم کی ہے، چاہے وہ نعمت مالی ہو یا اخلاقی ہو، تو اس کا شکر ادا کریں۔

اور شکر کبھی زبان سے ہوتا ہے مثلاً میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور کبھی اپنے عمل سے ہوتا ہے جیسے اسے کوئی ایسا عمل پیش کرے کہ جسے شکریہ شمار کیا جائے مثلاً اس نے کوئی کتاب دی ہے تو آپ اس کے ہدیہ کو کھڑے ہو کر قبول کریں یہ عمل کے ساتھ شکر ہوگا اور تیسری قسم شکر کی یہ ہے کہ آپ اپنے اٹھنے بیٹھنے سے اس پر واضح کریں کہ آپ اس کے ممنونِ احسان ہیں۔

پندرواں حق:

وَ يُحْسِنُ نُصْرَتَهُ

یعنی اگر مؤمن کو کسی قسم کی مدد کی ضرورت ہو تو حسنِ سلوک

کے ساتھ اس کی مدد کرو۔

یعنی جب اس کی مدد کرو تو کبھی بھی اس کو یاد نہ دلاؤ کہ میں نے تمہاری مدد کی تھی بلکہ اس مدد کا ثواب اور اجر صرف خدا سے طلب کرو اور اگر آپ نے اس کو جتلایا کہ میں نے تمہاری مدد کی تھی، تم بھی میری مدد کرو، تو اس کا ثواب ختم ہو جائے گا۔

سولواں حق:

وَ يَحْفَظُ حَلِيلَتَهُ

یعنی ہر لحاظ سے اس کے بیوی بچوں کی حفاظت کرے۔

یعنی ان کو بری آنکھ سے نہ دیکھے ، اگر کوئی غلط تصرف ان سے ہوا ہے تو جہاں تک ممکن ہو ان کو نصیحت کر کے درست کرنے کی کوشش کرے اس شرط کے ساتھ وہ اسے برا نہ سمجھے۔

اگر وہ گھر سے غائب ہے تو اس کے گھر کی حفاظت کرو اور اگر کوئی اس کے بیوی بچوں پر زیادتی کر رہا ہے تو اس کو منع کرو اور اس طرح اس کی بیوی کی عزت اور پاکیزگی کی حفاظت کرو۔

سترواں حق:

وَ يَقْضِي حَاجَتَهُ

اگر مؤمن کو کسی چیز کی ضرورت ہے اور وہ اپنی ضرورت کو پورا کرنے پر قادر نہیں ہے اور آپ اس کی ضرورت پوری کر سکتے ہیں تو آپ کا اخلاقی فریضہ ہے کہ اس مؤمن کی حاجت کو پورا کرو بشرطیکہ وہ حاجت حلال ہو اور کوشش کریں کہ اس طرح اس کی حاجت کو پورا کریں کہ اس مؤمن کو احساس کمتری ،احساسِ ذلت اور احساسِ کمزوری نہ ہو ۔

اٹھارواں حق:

وَ يَشْفَعُ مَسْأَلَتَهُ

یعنی جو اس نے آپ سے سوال کیا ہے اس کو پورا کرو بلکہ اگر ممکن ہو تو اس سے زیادہ دو۔

انیسواں حق:

وَ يُسَمِّتُ عَطْسَتَهُ

جب مؤمن کو چھینک آئے تو اس کے لئے رحمت کی دعا کریں ۔

یعنی وہ الحمد للہ کہے اور آپ اس کو یرحمك اللہ کہیں ۔

بیسواں حق:

وَ يُرْشِدُ ضَالَّتَهُ

یعنی اگر اس کی کوئی چیز گم ہو گئی ہو خصوصاً کوئی حیوان جیسے گھوڑا ، بیل ، بھینس وغیرہ اگر گم ہو جائے تو تلاش کرنے میں اس کی مدد کرو اور اگر ممکن ہو تو اس کو اس تک پہنچا دو ۔

اکیسواں حق: (۲۱)

وَ يَرُدُّ سَلَامَهُ

اگر کوئی مؤمن آپ کو سلام کرے تو اس کے سلام کا جواب دینا واجب ہے ۔

بائیسواں حق: (۲۲)

وَ يُطَيِّبُ كَلَامَهُ

یعنی اس کے ساتھ نرم دل اور محبت کے الفاظ سے گفتگو کرو اور اس کے ساتھ سختی کے ساتھ یا ایسے الفاظ کہ جس کو اخلاق کے منافی سمجھا جاتا ہے ان سے پرہیز کرے ۔

تیئسواں حق: (۲۳)

وَ يُبِرُّ إِنْعَامَه

یعنی اگر کسی مؤمن نے آپ پر احسان کیا ہے تو اس کا عوض دو اور اس طرح عوض عطا کرو کہ اس کو خجالت محسوس نہ ہو ۔

جاری ہے ---

فاطمہ

بضعۃ منی فمن آذاھا فقد آذانی

فاطمہ علیہا السلام دین کا ٹکڑا ہیں۔

مرجع مسلمین و جہانِ تشیّع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج حافظ
بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف

رسول اسلام ﷺ کی یہ حدیث ہم بچپن سے سنا کرتے تھے اور اس کا معنی یوں کیا جاتا تھا کہ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے ، میرے دل کا ٹکڑا ہے۔

غور فرمائیں گے میرے بیٹے!

نبی اکرم ﷺ کی کسی بات کو عاطفت سے تفسیر کرنا بہت بڑا اشتباہ ہے میں یہ نہیں کہتا کہ رسول اللہ ﷺ ایک انسان ہونے کی حیثیت سے ان ملازمات سے مجرد تھے جو ہر انسان میں ہوتے ہیں ۔ نہیں استغفر اللہ اگر وہ مجرد تھے تو پھر رسول ﷺ کی عظمت ہی باقی نہیں رہتی جیسے مجھے اور آپ کو بچوں اور بھائیوں سے محبت ہے یہ ایک فطری تقاضہ ہے اسی طرح رسول اسلام ﷺ کو اپنے یکتا جوہر سے محبت تھی اور جناب زہراء سلام اللہ علیہا کو رسول خدا ﷺ سے محبت تھی ایک باپ اور بیٹی ہونے کی حیثیت سے۔

لیکن رسول ﷺ جب مسجد میں بیٹھ کر لوگوں کو خطاب کر کے یہ فرماتے ہیں کہ فاطمۃ بضعۃ منی تو اس فرمان کو عاطفت ابوی سے تفسیر کرنا میرے ناقص خیال کے مطابق بہت بڑا اشتباہ ہے ۔ انسان جب عاطفت کا مظاہر ہ کرتا ہے تو یہ اس وقت ہوتا ہے کہ جب باپ اور بچی کے درمیان گفتگو ہو اس وقت والد بچی کے سامنے اپنی عاطفت کا مظاہرہ کرتا ہے اپنے خاندان میں بیٹھ کر اپنے بچوں میں بیٹھ کر ۔

مسجد میں رسول اسلام ﷺ اور مسجد کو آپ یوں سمجھیں کہ ساری دنیا پر حکومت کرنے والا شخص کسی ایسی جگہ بیٹھا ہو جہاں ساری دنیا اس کی بات سن رہی ہو اور وہاں اس کے کنبے والے ہیں اور نہ بیٹی ہے بلکہ اغیار اور کنبے والے دونوں موجود ہیں اور ادھر وہ یہ بیان کر رہے ہیں فاطمۃ بضعۃ منی پس اب اس جملے کو یوں تفسیر نہ کیا جائے کہ رسول اکرم ﷺ کو جو فاطمہ علیہا السلام سے محبت تھی اس کا اظہار فرما رہے تھے اس مظاہرے کے اور بہت سارے مقامات ہیں روایات میں ہے کہ جب رسول خدا ﷺ جناب زہراء سلام اللہ علیہا کو دیکھتے ہیں تو رسول اسلام ﷺ اپنی بیٹی کا ہاتھ چومتے تھے یہ ہے بیٹی اور باپ کے درمیان محبت کے مظاہرے کا مقام، انہیں اپنے پہلو میں بٹھاتے تھے یہاں محبت ابویت کا تقاضہ ہے مگر لوگوں کے سامنے رسول ﷺ اپنی بیٹی کا ہاتھ نہیں چومتے چونکہ وہ محبت کے مظاہرے کا مقام نہیں ہے مسجد محبت کے مظاہرے کا مقام نہیں ہے وہاں یہ فرما رہے ہیں لوگوں کے سامنے کہ فاطمة بضعة منی فاطمہ میرا ایک حصہ ہے من سرھا فقد سرنی ومن آذاھا فقد آذانی ۔ جس نے میری بیٹی کو خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا جس نے اس کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے خوش کیا یا مجھے اذیت دی اس نے خدا کو خوش کیا یا خدا کو اذیت دی۔ ممبر پر بیٹھ کر مسجد میں عام مجمع کے سامنے رسول خدا ﷺ یہ فرما رہے ہیں اس کا مطلب ہے کہ اس کا تعلق دین کے ساتھ ہے اس جملے کا تعلق اسلام کے ساتھ اور بعثت نبوی کی حکمت اور مصلحت سے مرتبط ہے شائد اس حدیث کو یوں واضح کیا جائے تو مقام صدورِ حدیث سے مناسب ہو گا۔ رسول اسلام ﷺ کا مقصد ان کی ولادت و زندگی کا مقصد ان کی ہر اس چیز کا مقصد ہر اس کام کا مقصد کہ جو انہوں نے انجام دیا ہو وہ اسلام ہے اور جب یہ کہا جائے کہ جناب زہراء سلام اللہ علیہا رسول اکرم ﷺ کا ایک حصہ ہیں بضعۃ کا عربی میں معنی ٹکڑے کے ہیں۔ تو ظاہر ہے یہاں رسول اکرم ﷺ سے مراد دین اور اسلام لیا جائے گا کیونکہ رسول خدا ﷺ یہاں

اپنے خصوصی محبت کے تقاضے کو سامنے نہیں رکھ رہے ہیں بلکہ دین کو سامنے رکھ رہے ہیں اور چونکہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دین کی جڑ اور اساس ہیں دین کی حقیقت ہیں بلکہ خود دین ہیں اس لئے ان کا قول و فعل و تقریر تینوں حجت ہیں ۔

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول دین ہے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فعل دین ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقریر دین ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دین ہیں ۔تو پھر جناب زہراء سلام اللہ علیھا اس دین کا ایک حصہ ہے تو جناب زہراء سلام اللہ اسلام کا ایک حصہ ہے۔

اسلام کا ایک حصہ جناب زہراء سلام اللہ علیھا کیسے ہیں؟

احکام شریعت تین قسم کے ہیں۔ اسلام کے تمام احکام تین قسم کے ہیں ۔ ایک حصہ احکام کا وہ ہے جس میں مرد و عورت مشترک ہیں مثلا نماز ظہر یہ مردپر بھی واجب ہے اور عورت پر بھی اسی طرح روزہ، کچھ احکام صرف مردوں کے متعلق ہیں مثلا جہاد اور کچھ عورتوں کے ساتھ خاص ہیں مثلا حجاب کرنا۔ اس طرح احکام کے تین حصے ہو گئے ۔

یہ تینوں قسم کے احکام انسانی زندگی کے تمام مراحل میں موجود ہیں انسان اپنے رشتہ دار سے کیسے تعلق رکھے یہ احکام کچھ مشترک ہیں کچھ مردوں کے ساتھ خاص ہیں کچھ عورتوں کے ساتھ خاص ہیں ۔ پڑوسیوں کے ساتھ دوسرے مومنین کے ساتھ کیسے تعلق رکھیں ۔

احکام کی یہ تقسیم اسلام کے تمام احکام کو شامل ہے چاہے وہ احکام عبادات ہوں یا معاملات ہوں یا ایک دوسرے کے برتاؤ کے متعلق ہوں ۔

سارے کے سارے احکام ان تین قسموں پر مشتمل ہیں اور رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تینوں قسموں کے احکام کو اپنی زبان سے پوری طرح بیان کیا۔

لیکن اس کے لئے ایسے نمونے کی ضرورت تھی جو ان احکام کو اپنے اوپر تطبیق کرکے بتائے رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ علیہم السلام نے ان دو اقسام کے احکام کو تطبیق کرکے بتا دیا جو مشترک تھے ان کو بھی کرکے بتا دیا کہ یوں انجام دیا جائے ۔

اور وہ احکام جو مردوں کے ساتھ خاص تھے ان کو بھی اپنے اوپر تطبیق کر کے بتا دیا جہاد کرکے بتادیا کہ کیسے کرنا ہے۔

اور باقی رہے تیسری قسم کے احکام تو اللہ نے جناب زہراء سلام اللہ علیھا کو خلق فرمایا تاکہ مستورات کو بتائے کہ وہ احکام جو عورت کے ساتھ خاص ہیں ان کی تطبیق کیسے ہوتی ہے وہ تیسرا حصہ احکام کا جناب زہراء سلام اللہ علیھا کے ساتھ خاص ہے ۔ انہوں نے تطبیق کرکے بتا یا۔ اسی وجہ سے رسول اکرام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں بیٹھ کر فرمایا کہ فاطمہ دین کا ایک ٹکڑا ہے یہ محبت کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ نے نہیں فرمایا بلکہ جناب زہراء سلام اللہ علیھا کی عظمت کو مد نظر رکھتے ہوئے بیان فرمایا اسی وجہ سے رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں اصحاب سے دریافت کیا کہ وہ کونسی چیز ہے جو عورت کے لئے سب سے بہتر ہے کسی کے پاس جواب نہیں تھا جناب زہراء سلام اللہ علیھا کو پتہ چلا تو انہوں نے فرمایا کہ عورت کے لئے سب سے بہتر چیز یہ ہے کہ وہ نا محرم کو نہ دیکھے اور نا محرم اس کو نہ دیکھے ۔

یہ وہ تیسری قسم تھی احکام کی جس کی حقیقت کو فقط جناب زہراء سلام اللہ علیھا بیان کرسکتی تھیں عملی طور پر ۔ زبانی طور پر تو رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بیان فرما سکتے ہیں مگر عملی طور پر فقط جناب زہراء سلام اللہ علیھا ہی بیان فرما سکتی تھیں اور اسی جناب زہراء سلام اللہ علیھا کی عظمت کا مظاہرہ ہوتا ہے کہ وہ احکام کہ جو مردوں کے ساتھ خاص یا مشترک ہیں کہ ان کو بیان کرنے کے لئے ایک لاکھ چوبیں ہزار نبی آئے اور بارہ امام آئے جبکہ وہ احکام جو عورتوں کے ساتھ مختص ہیں ان کو بیان کرنے کے لئے فقط جناب زہراء سلام اللہ علیھا آئیں۔

ایک سوال کیا جاتا ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنے ایک خطبے میں فرمایا کہ عورت ناقص العقل ہے ناقص الایمان ہے ناقص الحصص ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حکم تمام عورتوں کو شامل ہے ۔ تو نعوذ باللہ پھر حضرت زہراء سلام اللہ علیھا میں بھی یہ نقص تھے ۔ استغفراللہ۔ مگر تھوڑی سی فکر کرنے کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ جناب زہراء سلام اللہ علیھا ان تینوں نواقص سے پاک تھیں۔ نقص ایمان کا معنی خود مولائے علی ؑ نے بیان فرمایا ہے چونکہ عورتیں مہینے میں کچھ دن ان کو نماز چھوڑنا پڑتی ہے یعنی ماہواری کے ایام میں ۔ اسی طرح روزے کو چھوڑنا پڑتا ہے اور چونکہ ایمان کی یہ تفسیر کی گئی ہے کہ اعتقاد بالجنان و عمل بالارکان عمل صالح ایمان میں داخل ہے تو جب عورت عمل صالح نہیں کرسکے گی تو اس کے ایمان میں نقص ہوگا۔

رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب زہراء سلام اللہ علیھا کو بتول فرما کر اس نقص سے پاک کر دیا کہ بی بی زہراء سلام اللہ علیھا کبھی بھی اس نقص میں مبتلاء نہیں تھیں۔ وہ ناقص نہیں تھیں ۔ انہوں نے نماز کبھی نہیں چھوڑی تھی بتول کا مطلب یہ ہے کہ جو عورتوں میں نقص ہے اس سے بی بی زہراء سلام اللہ علیھا پاک تھیں۔

اور ناقص الحصص یعنی عورتوں کا وراثت میں حصہ مردوں سے کم ہے مرد کے دو حصے اور عورت کا ایک حصہ ہے ۔ خدا نے رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارثوں میں سے جناب بتول کو قرار دے کر یہ بتا دیا کہ اس کو پوری کی پوری وراثت ملے گی۔ میرے عقیدے کے مطابق رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک بیٹی تھی اور اگر کوئی یہ کہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور بھی بیٹیاں تھیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وراثت کے اعتبار سے وہ جناب زہراء سلام اللہ علیھا کے برابر تھیں ۔ اگر کوئی بیٹا ہوتا تو کم ملتا بیٹا خدا نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیا صرف بیٹی عطا کی تاکہ زہراء سلام اللہ علیھا کو اس نقص سے پاک رکھا جائے۔

باقی رہا تیسری قسم کا نقص یعنی ناقص العقل رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

کہ دنیا میں کامل ہونے والے مرد بہت تھے لیکن عورتیں صرف چار کامل ہیں حضرت مریمؑ ،حضرت آسیہؑ ،حضرت خدیجہؑ اور حضرت فاطمہ علیہا السلام جو سیدۃ النساء العالمین ہیں ۔ رسول خدا ﷺ نے جناب زہراء سلام اللہ علیہا کی گواہی دے کر یہ فرما دیا کہ یہ ناقص العقل بھی نہیں ہیں۔

تو ان باتوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ جناب زہراء سلام اللہ علیہا دین کا ایک حصہ ہیں اسلام کے تیسرے حصے کی تنفیذ جناب زہراء سلام اللہ علیہا کے ہاتھوں ہوئی ہے اور عورت کے احکام جو عورت کے ساتھ خاص ہیں ان میں سے بیٹی ہونے کے اعتبار سے بیوی ہونے کے اعتبار سے اور ماں ہونے کے اعتبار سے۔

جناب زہراء سلام اللہ علیہا نے تینوں کاموں کو انجام دے کر بتا دیا کہ بیٹی کو باپ کی خدمت کیسی کرنی چاہئے بیوی کو شوہر کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہئے عورت کو بچوں کی تربیت کیسے کرنی چاہئے ۔ ان تینوں کاموں کو مختصر سی عمر میں انجام دیا ، اکثر روایتوں میں ملتا ہے کہ آپ علیہا السلام کی عمر شہادت کے وقت اٹھارہ یا انیس سال کی تھی۔

باپ کی ایسی خدمت کی کہ رسول اسلام ﷺ نے فرمایا کہ فاطمه أم أبيها۔ کہ رسول اکرام ﷺ کی بیٹی ایسی تھی کہ اگر رسول اکرم ﷺ کی والدہ زندہ ہوتیں تو کیسے رسول ﷺ کی دلجوئی کرتیں۔ یہ فاطمہ رسول ﷺ کی ایسے دلجوئی کرتی تھیں۔فاطمه أم أبيها۔

بتایا کہ باپ کے ساتھ ایسے برتاؤ کرنا چاہیے۔

اور روایات میں ملتا ہے کہ خدا کی طرف سے امیر المؤمنین علیہ السلام کے لئے شرعی طور پر جائز نہیں تھا کہ جناب زہراء سلام اللہ علیہا کی موجودگی میں کوئی اور شادی کریں یعنی جناب زہراء سلام اللہ علیہام نے ایسا کردار ادا کیا کہ اب مولا علی علیہ السلام کو دوسری شادی کی ضرورت پیش نہ آئی۔ خدا نے مرد کےلئے چار عورتیں کیوں حلال کیں اس لئے کہ عورتیں ناقص العقل اور ناقص الایمان ہیں۔اس وجہ سے یہ اپنے شوہر کی کما حقہ خدمت نہیں کرتی ہیں ۔اسی لئے مرد کی ضرورت باقی رہتی ہے اسی وجہ سے مرد کو چار عورتوں کی اجازت دی ہے ۔ مگر امیر المؤمنین علیہ السلام کو جب تک جناب زہراء سلام اللہ علیہا زندہ ہیں دوسری شادی کی اجازت نہیں تھی۔

اور ماں بن کر ایسے تربیت کی کہ حسن و حسین علیہما السلام جیسے امام وجود میں آئے ، امام حسن و حسین علیہما السلام کی تربیت اسلام کی تربیت تھی ۔

بی بی سلام اللہ علیہا نے اس انداز سے تربیت کی کہ ایک دفعہ جناب امیر علیہ السلام بی بی زینب علیہا السلام کو تفسیر قرآن کا درس دے رہے تھے کہ ایک دن تفسیر کے اندر کلام کو وسعت دی اور آئندہ آنے والے حالات کے بارے میں بتانا شروع کیا کہ جب امام حسن علیہ السلام کو زہر ملے گی تو بی بی زینب علیہا السلام کا فریضہ کیا ہوگا اور کربلا میں جناب زینب علیہاالسلام کا کیا فریضہ ہوگا۔ مولا علی علیہ السلام نے بی بی زینب علیہا السلام کے دل کو زیادہ ٹھیس نہ پہنچانے کی غرض سے آہستہ آہستہ ایک ایک جملہ کہتے جارہے تھے بی بی زینب علیہا السلام نے محسوس کیا کہ میرے باباواقعہ بیان کرنے میں کچھ توقف کر رہے ہیں تو بی بی علیہا السلام نے فرمایا کہ میری ماں نے یہ واقعہ مجھے بتا دیا تھا۔

آپ کو معلوم ہے کہ بی بی زینب علیہا السلام کی عمر کتنی تھی کہ جب جناب زہراء سلام اللہ علیہا دنیا سے رخصت ہو گئی تھیں۔

رسول ﷺ کی بیٹی نے اپنے بچوں کی اس طرح تربیت کر کے بتایا کہ عورت کو کیا کرنا ہے ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کا تیسرا حصہ ہی بی بی زہراء سلام اللہ علیہا کے ہاتھ میں نہیں بلکہ اسلام کا محور بی بی زہراء سلام اللہ علیہاہیں اور شائد یہی وجہ تھی کہ جب خداوند عالم نے اصحاب کساء کا تعارف کرایا جب وہ رداء کے اندر تھے تو جناب زہراء سلام اللہ علیہا کو محور قرار دیا کہ جب فرشتوں نے پوچھا کہ من هم تحت الكساء تو خدا نے فرمایا :هم فاطمة و ابوها و بعلها و بنوها۔

بعض روایات میں ملتا ہے کہ رسول اسلام ﷺ کی رحلت کے بعد بی بی زہراء سلام اللہ علیہا بہت غم کی حالت میں رہتی تھیں تو اللہ رب العزت جناب جبرائیل علیہ السلام کو بھیجتا تاکہ وہ آپ کو تسلی دے۔آئندہ حالات اور رسول اسلام ﷺ کی عظمت جبرائیل علیہ السلام جناب زہراء سلام اللہ علیہا کے سامنے بیان کرتے اس سے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کو تسلی ملتی تھی ۔ اور جناب زہراء سلام اللہ علیہا نے مولا علی علیہ السلام نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام ان سے یہ واقعات بیان کرتا ہے تو مولا نے فرمایا کہ اب جب ایسا ہو تو مجھے بتانا تو جب سیدہ زہراء سلام اللہ علیہا نے بتایا تو مولا علی علیہ السلام نے ان واقعات کو لکھا۔جو بی بی زہراء سلام اللہ علیہا کی اولاد پر ہونا تھے ، امام حسن علیہ السلام سے لیکرامام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف تک ۔ سب واقعات جبرائیل جناب زہراء سلام اللہ علیہا کو بیان فرماتے تھے اور جناب سیدہ سلام اللہ علیہا یہ واقعات امیر المؤمنین علیہ السلام کو بیان فرماتی تھیں اور مولا علی علیہ السلام اس کو لکھتے تھے۔اس کو مصحف فاطمہ کہتے ہیں۔ خدا کو بھی منظور نہ تھا کہ جناب زہراء سلام اللہ علیہا اس مختصر مدت میں غمزدہ رہیں اپنے مقرب فرشتے کو ان کی تسلی کے لئے بھیجا۔

جناب مریم علیہا السلام کے پاس جبرائیل ایک دفعہ آئے تھے اور بی بی زہراء سلام اللہ علیہا کے پاس رسول اکرم ﷺ کی رحلت سے لیکر بی بی کی شہادت تک آپ کی خدمت میں آتے رہے۔

بی بی مریم علیہا السلام کے پاس جبرائیل علیہ السلام ایک رسول بن کر پیغام لائے تھے ۔ ارسلنا روحنا۔ اور پیغام پہنچا کر چلا جاتا تھا جبکہ جو تسلی دینے کےلئے آتا ہے وہ بیٹھ کر تسلی دیتا ہے ۔ اگر جبرائیل علیہ السلام کا ایک دفعہ جناب مریم علیہا السلام کے پاس آنا ان کی عظمت کا تقاضہ ہے تو جناب زہراء سلام اللہ علیہا کی کتنی عظمت ہوگی کہ ایک مدت تک جبرائیل علیہ السلام آپ کی تسلی کے لئے آپ کی خدمت میں آتے تھے اور جناب زہراء سلام اللہ علیہا کی مصیبتوں کا انداز ان کے دروازے سے شروع ہوا ہے ۔

فضیلتِ فاطمۃ الزہراء علیہا السلام

مولانا سید دائم علی نجفی

جس کا نام خدا سے مشتق جس کا نور الٰہی انوار کا سرچشمہ جو خدا کی بہترین خلق جس کو خدا نے خصائص فاطمہ سے مختص کیا ہر عیب سے دور رکھا جس کو مرکزِ خصائص خیر قرار دیا معراجِ کمال قرار دیا اس حیثیت سے کہ عقول ان کی منزلت و شرف کے ادراک سے عاجز جس کو امامت و نبوت کی کائنات بنایا جس کو حورا بنایا انسیہ کہا جو فاطمہ زہرا ہیں جو ام السبطین جو ریحانۃ سدرۃ منتھیٰ ہیں کلمہ تقویٰ ہیں عروۃ وثقیٰ ہیں سیرۃ عظمیٰ ہیں مریم کبریٰ ہیں صلاۃ وسطیٰ ہیں جس کی معرفت آدم کو خلافت کے لائق بناتی ہے اوربزم ملائکہ میں انسانیت کو نورانی ملک پر امتیاز عطا کرتی ہے۔

آپ کے فضائل کا احصاء غیر ممکن ہے آپ بتول ہیں عذرہ ہیں آپ کو ام ابیھا کہا گیا آپ صدیقہ کبریٰ ہیں فاطمہ زہراء ہیں جناب فاطمہ زہراء مرکز اہلبیتؑ ہیں بلکہ کلمہ اہلبیت کی اساس ہیں جناب سیدہ نبوت و امامت کے درمیان کی وہ کڑی ہیں جو نبوت و امامت کو جوڑتی ہے آپ بنت رسول اللہ زوجہ ولی اللہ ام آئمۃالھدیٰ

جب آپ انوارِ الٰہی کے درمیان ہوتی ہیں تو مرکز تعارف ہوتی ہیں اور جب انفرادیت کی منزل میں قدم رکھتی ہیں تو ان صفات عظیمہ کی حامل ہو جاتی ہیں کہ جن کا ادراک غیر ممکن ہو جاتا ہے اور تاریخ بشریت آدم سے لے کر آخری زمان تک آپ کی مدح و ثنا کرنے سے عاجز نظر آتی ہے قرآن کریم کی اکثر آیات جو اہلبیتؑ کی شان اور حق میں نازل ہوئیں اس فضیلت شرف و حق میں جناب سیدہؑ بھی شامل ہیں اور کوئی بھی نہیں جانتا کہ فاطمہؑ کون ہیں فاطمہ کیا ہیں فاطمہ کس کو کہتے ہیں فاطمہ کی منزلت کیا ہے آپ کا شرف کیا ہے سوائے اس کے جس نے آپ کو خلق کیا سوائے اس کے جو رب سمٰوات علا ہے

اس بات سے ہر باشعور شخص واقف ہے کہ کتاب اللہ کا ثلث اہلبیتؑ کی مدح میں نازل ہوا اور جناب سیدہؑ محور اہلبیتؑ ہیں چاہے ظاہری تفسیر کے حوالے سے ہو یا باطنی تاویل کے حوالے سے ۔

عظمت زہراء کو ظاہر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں معجزانہ انداز میں ذکرِ عظیم کیا اور تاریخ لکھنے والوں کو آپ کی شخصیت عظمیٰ پر آپ کی طہارت، عصمت ، پاکیزگی پر قوی دلیل عطا کی ۔

جناب سیدہ شرف کی اصل ہے آپ کی رضا رضائے الٰہی اور رضائے رسول ہے اور آپکا غضب غضبِ الٰہی و غضب رسول ہے اور جس پر خدا ور اس کا رسول غضب ناک ہو جائے وہ مستحق لعنت اللہ و الملائکہ و الناس اجمعین ہے ۔

جو قرآنی آیات آپ کی عصمت و طہارت اور شخصیت قدسیہ پر دلالت کرتی ہیں وہ سورہ احزاب کی آیت ۳۳ کہ جسے آیت تطہیر سے یا د کیا جاتا ہے۔

تمام اہل عقل و نقل قدماء و متاخرین محدثین و مفسرین شیعہ و سنی اس بات پر متفق ہیں کہ یہ آیت مبارکہ اصحابِ کساء کی شان میں نازل ہوئی

:انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس و یطھرکم تطھیرا

اہل کساء کون وہ پانچ طیب و طاہر محمد علی فاطمہ حسن حسین

جیسا کہ اس کے متعلق روایت کی ہے کہ :

ابو صالح الفراء نے انس بن مالک سے حدیث کی رسول اکرم ﷺ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد مسلسل چھ مہینے تک صلاۃ صبح کے وقت بیتِ فاطمہ پر آتے اور آواز دیتے :

الصلاۃ اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس ویطھرکم تطھیرا

فیروز آبادی نے طحاوی حنفی سے سند کے ساتھ ام سلمیٰ سے روایت کرتے

ہیں کہ جناب ام سلمیٰ نے فرمایا کہ یہ آیت رسول اللہ علی و فاطمہ حسن و حسین کی شان میں نازل ہوئی۔

اسی طرح ابو داؤد نے مسند میں باسنادانس عن رسول اللہ لکھا کہ وہ بابِ فاطمہ زہراء کے پاس سے صلاۃ صبح سے قبل گزرتے تھے اور آواز دیتے :

الصلاۃ اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس ویطھرکم تطھیرا

یہاں پر جو روایت نقل کی گئ اس میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد رسولِ اکرم ﷺ چھ مہینے تک صلاۃ صبح کے بعد درِ اہلبیت پر آتے رہے اور آپ پر سلام بھیجتے رہے۔

انہیں روایات سے قریب ایک روایت اور بھی ہے جو درِ اہلبیت پر رسول کی آوری کی تعداد میں اضافہ کرتی ہے :

جناب ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر روز اس آیت کے نازل ہونے کے بعد سات مہینے تک ہر نماز کے بعد مسلسل در علی علیہ السلام پر آتے تھے اور ان کلمات کے ساتھ شہادت دیتے تھے :

السلام علیکم اہل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم۔ الصلاۃ یرحمکم اللہ

جناب ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ عمل ہر روز پانچ مرتبہ رسول اللہ ﷺ انجام دیتے تھے۔

اور یہ کوئی معمولی بات نہیں تھی بلکہ ایک اہم شیء تھی جس کی طرف اللہ کے رسول ﷺ اشارہ کرتے ہوئے نظر آتے اس شیء کی سنگینی کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ مسلسل سات مہینے ہر نماز کے بعد درِ علیؑ پر آکر سلام کرتے آیت تطہیر کی تلاوت کرتے اگر معمولی بات ہوتی تو رسول اللہ ﷺ یہ فعل انجام نہ دیتے۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ فعل انجام دینا اور اس شدت سے در علیؑ پر آکر شہادت دینا اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ سنگین مسئلہ ہے اور اہلبیت کی بلندی و برتری کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی روایات ہیں جو اس امر پر دال ہیں کہ یہ آیت اہل بیتؑ کی شان میں نازل ہوئی اور یہ کسی پر پوشیدہ نہیں ہے کہ مرکزِ محور اہل بیتؑ جناب سیدہؑ کی ذات گرامی ہے۔

یہ آیت آپ کی عصمت کی گواہی دیتی ہے بلکہ جمیع اہلبیتِ محمد کی عظمت اور عصمت کی شہادت دیتی ہے اور یہ آیت کے شرف کے لئے کافی ہے کیونکہ عصمت سے اوپر کوئی شرف نہیں ہے اور اللہ نے اثبات عصمتِ زہراءؑ پر اس آیت اور رسولِ اکرم ﷺ نے اپنے اقدام کے ذریعہ مہر ثبت کر دی

دوسری شیء کہ مدینہ رسول میں بہت سے مکانات تھے بہتر سے بہتر بلند و بالا اصحاب کے مکانات بلند و بالا اشخاص کے مکانات بہترین سے بہترین دروازے تھے ان مکانات میں لیکن کسی تاریخ نے نہیں لکھا کہ رسول ﷺ نے درِ فاطمہ و علی علیہما السلام کے علاوہ کسی دوسرے کے دروازے پر آکر اس آیت کی تلاوت کی ہو بعد نزول آیت تطہیر درِ علی و فاطمہ علیہما السلام پر آکر اس آیت کی تلاوت کرنا بتاتا ہے کہ اس کے مصداق سوائے اہلبیتِ رسالت کوئی اور نہیں اگر کوئی اور ہوتا اس کا مصداق تو شاید رسول ﷺ کبھی اس کے در پر جا کر اس آیت کی تلاوت کرتے مگر رسول ﷺ نے پہلے چادرِ کساء کو چاروں طرف سے دبایا کوئی سرا نہیں چھوڑا کہ شائد کوئی کہہ دے کہ چادر کا ایک سرا اٹھا ہوا تھا اور اس لئے نور آئمہ چھن چھن کر باہر آرہا تھا اور اس نے مجھے اپنے حصار میں لے رکھا تھا لہٰذا میں بھی اس میں شامل ہوں اور رسول کی دعا مجھ کو بھی شامل ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے وہاں پر بھی اس طرح کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی دوسری منزل پہ اس آیت کے مصداق کو بیان کرنے اور تلاوت کرنے کے لئے درِ اہلبیت پر تشریف لاتے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا کچھ بھی ہو جائے امت امت ہے اہلبیت اہلبیت ہیں۔

اسی سلسلے کی ایک اور آیت بلکہ پورا سورہ ہی عظمتِ زہراءؑ کی گواہی دینا ہے کہ جسے سورہ کوثر کہتے ہیں :

انا اعطیناک الکوثر

آیات کے عدد کے اعتبار سے یہ قرآن کا سب سے چھوٹا سورہ ہے لیکن معنی کی بلندی کے اعتبار سے اس کا احصا غیر ممکن نظر آتا ہے یہ سورہ حقیقتِ کبریٰ کی طرف اشارہ کرتا نظر آتا ہے اور وہ حقیقتِ کبریٰ ذات سیدہ نساء عالمین ہے اور یہ دلیل عظمتِ سیدہ پر اوضح الواضحات ہے۔

اس سورہ کے متعلق اصحاب تفاسیر فرماتے ہیں کہ یہ بشانِ فاطمہ زہراء بنت رسول اللہ ﷺ نازل ہوا۔

ان میں سے بیضاوی اپنی تفسیر میں اس کلمہ الکوثر کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس سے مراد اولادِ رسول ہے

اور فخر رازی تفسیر کبیر میں رقم کرتے ہیں کہ الکوثر اولادِ رسول ہیں فخر رازی آگے لکھتے ہیں کہ یہ سورہ عدمِ اولاد یا ابتریت کا طعنہ جو رسول اللہ ﷺ کو دیا جارہا تھا کے رد میں نازل ہوا اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ آپ کو ایسی نسل عطا کرے گا جو زمانہ کے ساتھ باقی رہے گی

شیخ زادہ تفسیر بیضاوی کے حاشیہ پر سورہ کوثر کی تفسیر میں لکھتے ہیں بیشک مفسرین تفسیر کوثر کے حوالے سے بہت سے اقوال ذکر کرتے ہیں اور ان اقوال میں سے ایک قول یہ بھی ہے کہ کوثر سے مراد اولا رسول ﷺ ہے۔

اس کے علاوہ اور دوسرے بہت سے علماءِ اہلبیت جیسے شہاب الدین عثمان بن حسن مشتھر العلامہ ابو بکر حضرمی اور دوسرے متعدد علماء جو اس امر کی طرف ملتفت ہوئے کہ یہ سورہ جناب سیدہ کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے اور ان کی شان میں نازل ہوا۔

یہ سورہ سیدہ کی شخصیت قدسیہ کی عکاسی کرتا ہے اس لئے کہ جناب سیدہؑ جوابِ طعنہءِ ابتر ہیں آپ کے سبب -----------

بقیہ ص ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں---

تسبیح سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا

مولانا شہباز حسین مہرانی

اس کائنات کی ہر چیز اللہ تعالی کی تسبیح کرتی ہے چاہے جمادات ، نباتات یا افلاک وغیرہ ہوں ، ارشاد رب العزت ہے کہ:

وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ

ترجمہ : اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی ثنا میں تسبیح نہ کرتی ہو لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں ہو . (سورہ اسراء آیت ۴۴)

اور اسی طرح ارشاد رب العزت ہے کہ : فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيم

ترجمہ :اپنے پروردگار اعلیٰ کے نام کی تسبیح کرو (سورہ اعلیٰ آیت ۱)

روایات میں اللہ تعالی کی تسبیح و تحمید کرنے کے لئے مختلف الفاظ بیان ہوئے ہیں لیکن ان میں سے افضل ترین تسبیح تسبیح سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہے ، جس کی روایات میں بہت زیادہ عظمت و شان اور فضیلت بیان ہوئی ہے اور تاکید کی گئی ہے ہر نماز کے بعد اس تسبیح کو پڑھنا چاہیے۔ فضیلت کے باب میں روایات بہت ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں ۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے:

مَا عُبِدَ اللهُ بِشَيْئٍ مِنَ التَّحْمِيدِ اَفْضَلَ مِنْ تَسْبِيحِ فَاطِمَةَ عليها السلام وَ لَوْ كَانَ شَيْئٌ اَفْضَلَ مِنْهُ لَنَحَلَهُ رَسُولُ اللهِ فَاطِمَةَ۔ (الكافی ۳: ۳۴۳)

تسبیح فاطمہ (س) سے افضل کسی حمد سے اللہ کی بندگی نہیں ہو سکتی اگر اس سے افضل عبادت ہوتی تو رسول اللہؐ سیدہ فاطمہ (س) کو عنایت فرماتے۔

اور اسی طرح امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ :

تَسْبِيحُ فَاطِمَةَ ع فِي كُلِّ يَوْمٍ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ صَلَاةِ اَلْفِ رَكْعَةٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ۔ (الكافی ۳: ۳۴۳)

ہر روز ہر نماز کے بعد تسبیح فاطمہ علیہا السلام مجھے روزانہ ایک ہزار رکعت نماز سے زیادہ پسند ہے۔

اور اسی طرح انسان کو اللہ تعالی کا ذکر کثرت کے ساتھ کرنا چاہیے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا۔

ترجمہ : اے ایمان والو! اللہ کو بہت کثرت سے یاد کیا کرو۔

کثرت سے یاد کرنے کا ایک مصداق تسبیح سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا ہے ۔

حضرت امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

تَسْبِيحُ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاء ع مِنَ الذِكْرِ الْكَثِيْرِ الَّذِى قَالَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ اذْكُرُوا اللهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا۔ (الكافی ۲: ۵۰۰)

تسبیح فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ذکر کثیر میں شامل ہے جسے اللہ عزوجل نے فرمایا: اذْكُرُوا اللهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا۔

اب یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ تسبیح سیدہ سلام اللہ علیہا کو کیسے عطا ہوئی ؟

اس سوال کا جواب ہمیں بعض روایات سے ملتا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ: امام علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ: جب رسول اللہ ﷺ کے پاس عجم کے بعض بادشاہوں نے تحفے تحائف بھیجے تو میں نے سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے فرمایا کہ آپ اپنے بابا سے ایک خادمہ لے لیں (کیوں کہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے پاس گھر کا کام کاج بہت زیادہ تھا) سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے اپنے بابا سے سوال کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی سے فرمایا کہ:

یا فاطمة أعطيك ما هو خير لك من خادم، ومن الدنيا بما فيها: تكبرين الله بعد كل صلاةأربعا وثلاثين تكبيرة، وتحمدين الله ثلاثا وثلاثين تحميدة، وتسبحين الله ثلاثا وثلاثين تسبيحة ۔۔۔۔ الخ

اے فاطمہ! میں تجھے ایسی چیز عطا کرتا ہوں جو تمہارے لیے خدمت کرنے والی سے اوردنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔ ہر نماز کے بعد چونتیس مرتبہ اللہ تعالی کی تکبیر کہو (اللہ اکبر) اور تینتیس مرتبہ اللہ تعالی کی حمد بجا لاؤ (الحمد للہ) اور اسی طرح تینتیس مرتبہ اللہ تعالی کی تسبیح پڑھو (سبحان اللہ)

(دعائم الاسلام ج ا ص ۱۶۸)

اس تسبیح کا معنی اور مفہوم کیا ہے؟

۱. اللہ أكبر: یعنی اللہ کی ذات، وصف و بیان کی حد سے بڑھ کر ہے تعالی کی ذات اس چیز سے بلند و بالا ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

ایک شخص نے آپؑ کے پاس بیٹھ کر کہا: اللّٰہ اکبر۔ امامؑ نے فرمایا: من ایّ شیء؟ کس چیز سے بڑا ہے؟ اس نے عرض کیا: ہر چیز سے۔ امامؑ نے فرمایا: حدّدتہ۔ تم نے اللہ کو محدود کیا۔ اس نے عرض کیا: پھر کیا کہوں؟ فرمایا: قل ان اللہ اکبر من ان یوصف: کہو اللہ اس سے بڑا ہے کہ اس کا وصف بیان ہو سکے۔ (الکافی ۱: ۱۱۷)

۲۔ الحمد للہ: یعنی اَلْحَمْدُ دو لفظوں اَل اور حمد سے مرکب ہے۔ اَل عمومیت کا معنی دیتا ہے اور حمد ثنائے کامل کو کہتے ہیں: تمام حمد، مدح اور ثناء کامل اللہ تعالی کے لیے ہے۔ جس طرح ہم سورہ حمد کی دوسری آیت میں پڑھتے ہیں کہ: (اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ) ثنائے کامل اللہ کے لیے ہے جو سارے جہان کا پروردگار ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ (ع) نے اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ کہنے کے بعد فرمایا: فَمَا مِنْ حَمْدٍ اِلّا وَ هُوَ دَاخِلٌ فِیْمَا قُلْتُ۔ (کشف الغمۃ ج ۲ ص ۱۱۸) یعنی ہر قسم کی حمد و ثنا اس جملے اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ میں داخل ہے جو میں نے کہا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

شُكْرُ النِّعْمَةِ اجْتِنَابُ الْمَحَارِمِ وَ تَمَامُ الشُّكْرِ قَوْلُ الرَّجُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۔ (الکافی ۲: ۹۵ باب الشکر۔ بحار الانوار ۶۸ : ۴۰ باب الشکر)

حرام سے اجتناب کرنا نعمت کا شکر ہے اور الحمد للّٰہ رب العالمین کہنے سے شکر کی تکمیل ہوتی ہے۔

۳. سبحان اللہ: یہ تنزیہی کلمہ ہے۔

لغت کی کتاب العین میں آیا ہے:

سبحان الله تنزيه لله عن كل ما لا ينبغي ان يوصف به ۔

سبحان اللہ کا مطلب اللہ کو پاک و منزہ قرار دینا ہے ہر اس بات سے جس سے اللہ کا متصف ہونا درست نہیں ہے۔

جیسے ارشاد رب العزت ہے کہ: سُبۡحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ(سورہ زمر: آیت)

وہ پاک اور بالاتر ہے اس شرک سے جو یہ کرتے ہیں۔

علماء اخلاق نے اس تسبیح کے چند آداب کو ذکر کیا ان میں سے چند ایک کو مختصراً یہاں بیان کرتے ہیں:

1. خضوع و خشوع ہر عبادت کے کمال کی شرط ہے اسی طرح تسبیح پڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ لازمی ہے۔

2۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اس تسبیح کی فیوضات سے مستفیض ہوں تو ہر نماز کے بعد بغیر کسی فاصلے کے یہ تسبیح پڑھنی چاہیے۔

3. اس تسبیح کو موالات کے ساتھ پڑھا جائے۔امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

أَنَّهُ كَانَ يُسَبِّحُ تَسْبِيحَ فَاطِمَةَ ص فَيَصِلُهُ وَ لَا يَقْطَعُهُ..

امام علیہ السلام تسبیح سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو ملا کے پڑھتے تھے اور اس کو قطع نہیں کرتے تھے۔

(اصول کافی کتاب الصلاۃ باب التعقیب بعد الصلاۃ و الدعاء)

اسی طرح اس تسبیح سیدہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کے پڑھنے کے بہت زیادہ فوائد و آثار ذکر ہوئے ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

1 گناہ کی مغفرت کا سبب ہے:

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ: مَنْ سَبَّحَ تَسْبِيحَ فَاطِمَةَ

الزَّهْرَاءِ ع قَبْلَ أَنْ يَثْنِيَ رِجْلَيْهِ مِنْ صَلَاةِ الْفَرِيضَةِ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ وَ لْيَبْدَأْ بِالتَّكْبِيرِ.

جو کوئی نماز واجب کے بعد تسبیح فاطمہ سلام اللہ علیہا کو پڑھے - اس سے پہلے کہ وہ اپنا داہنا پیر بائیں پیر سے اٹھائے خداوند عالم اس کے گناہوں کو بخش دے گا۔ (اصول کافی کتاب الصلاۃ باب التعقیب بعد الصلاۃ و الدعاء)

2. اس کو ترک کرنے سے انسان شقی بن جاتا ہے :

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ :

قَالَ: يَا أَبَا هَارُونَ إِنَّا نَأْمُرُ صِبْيَانَنَا بِتَسْبِيحِ فَاطِمَةَ ع كَمَا نَأْمُرُهُمْ بِالصَّلَاةِ فَالْزَمْهُ فَإِنَّهُ لَمْ يَلْزَمْهُ عَبْدٌ فَشَقِيَ.

اے اباہارون ! ہم جس طرح اپنے بچوں کو نماز کی تعلیم دیتے ہیں - اسی طرح تسبیح فاطمہ سلام اللہ علیہا بھی سکھاتے ہیں - تم بھی اس کو اپنے لئے لازم کرلو - کیونکہ اگر انسان اس کا پابند نہ ہو تو نتیجہ میں وہ انسان شقی بن جاتا ہے۔

(اصول کافی کتاب الصلاۃ باب التعقیب بعد الصلاۃ و الدعاء)

نتیجہ بحث یہ ہے کہ مومن ہمیشہ تسبیح سیدہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا پڑھتا ہے چاہے تعقیبات نماز ہو یا نیند کے بستر پر جانے سے پہلے ہو یا اٹھتے بیٹھتے اس کا ورد اپنی زبان پر جاری رکھتا ہے ۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں سیدہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کے صدقے اس تسبیح کی فیوضات و برکات سے مستفید فرمائے ۔

اللهم صلّ على فاطمة وأبيها ، وبعلها وبنيها ، والسرّ المستودع فيها

بقیہ :

فضیلتِ فاطمہ زہراء علیہا السلام

جنابِ رسولِ اعظم ﷺ کو فرحت و سرور نصیب ہوا آپ کے سبب اولاد کی خوشی میسر ہوئی رسول کے گھر میں رسول کے گھر میں چراغ مسرت روشن ہوا رحمت عالمین کے گھر آپ کی صورت میں رحمتِ الٰہی کا نزول ہوا اشرف کے گھر شرف و عظمت کے گھر عظمت وقار کے گھر وقار و فضیلت کے گھر فضیلت عصمت کے گھر عصمت منزلت کے گھر منزلت یا یہ کہوں کہ کوثر کے گھر کوثر نازل ہوا ادھر دوسری طرف کفر و نفاق کے حلقہ میں مایوسی رونما ہوئی ، غرور کا پیاز ریزہ ریزہ ہو گیا زبان کی تیزی کند ہوگئی فخر ومباہات کے دریا خشک ہو گئے رسول کی طرف سنگِ ابتر اچھالنے والوں کی قسمت ابتریت کے وصف سے تمسک اختیار کر گئی۔

خدا وندِ عالم نے اپنے حبیب کے دشمنوں کو دشمنیٔ رسول کا جواب سیدہ کی صورت میں دیا تو دوسری طرف جناب زہراء کی عظمت کا بھی اظہار کیا دشمنوں کی گفتگو سن کر رسول غمگین ہو جایا کرتے تھے خدا وند کونین نے اس غم کو جناب طاہرہؑ کی صورت خوشی میں تبدیل کر دیا جناب زہراء رسول ﷺ کی خوشی کا سبب بنیں اور جو رسول ﷺ کی مسرت کا سبب ہو وہ معمولی شخصیت کی مالکہ نہیں ہو سکتی۔

جناب زہراء جہاں ایک طرف رسول ﷺ کی خوشی کا سبب ہیں تو دوسری طرف دشمنانِ اسلام کی مایوسی کا سبب بھی ہیں ۔

اور جب رسول اللہ ﷺ سے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی سیادت کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کیا جناب سیدہ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں تو اس کے جواب میں رسولِ اکرم ﷺ ارشاد فرمایا : ذاک لمریم بنت عمران فاما ابنتی فاطمۃ فھی سیدۃ نساء العالمین من الاولین و الاخرین یعنی جس کے بارے میں تم سوال کر رہے ہو وہ مریم بنتِ عمران کے لئے ہے لیکن میری بیٹی فاطمہ تو سیدۃ نساء العالمین من اولین و آخرین ہے۔

اور فضیلت کا سلسلہ اس سے بھی آگے بڑھا حاکم نے مستدرک میں رسول اللہ ﷺ سے حدیث نقل کرتے ہیں :

فلو أن رجلاً صفن بين الركن والمقام، فصلّى وصام، ثم لقي الله وهو مبغض لأهل بيت محمد، دخل النار

اگر کوئی شخص بین رکن و مقام نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور اسی صلاۃ و صوم کی حالت میں دنیا سے گزر جائے اور وہ شخص اہلبیتِ محمد کا دشمن ہو پس وہ شخص داخلِ نار ہو گا

اور روایات میں نص ہے کہ جناب زہراء اہلبیت رسول میں سے ہیں ۔

پس جس شخص کے دل میں بھی دشمنی فاطمہ ہو وہ دنیا میں کسی منزل پر پہنچ جائے مگر آخرت میں اس کا ٹھکانہ جہنم کے علاوہ اور کچھ نہیں ۔

سیدہ فاطمہ زہراء سلام علیہا اپنے گھر میں

مولانا محمد علی غازی

انسانی معاشرے میں زندگی کا ایک اہم ترین جزو حیات گھر ہے اور گھر کی رونق اور گھریلو زندگی کی کامیابی کا دارو مدار گھر کی خواتین کے کردار پر موقوف ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے جس طرح مرد کو کچھ خصوصیات سے نوازا ہے اسی طرح خواتین کو بھی کچھ خاص خصوصیات سے نوازا ہے اور ایک خاص خصوصیت اس صنفِ نازک کی گھریلو کردار ہے اور گھریلو کردار سے ہی ایک باعظمت خاتون کی پہچان ہوتی ہے۔

تاریخ بشریت میں یوں تو جناب حواء علیہ السلام، جناب مریم سلام اللہ علیہا اور جناب آسیہؑ سے جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا اور دیگر باعظمت خواتین کا کردار تمام بشریت کے لئے اسوہ ہے، مگر تاریخ اسلام کی ایک عظیم خاتون جسے مسلمان خاتونِ جنت کے عنوان سے پہچانتے ہیں، جسے سیدہ کونین کے عظیم لقب سے بھی یاد کرتے ہیں، اس باعظمت خاتون کی زندگی تمام انسانوں کے لئے اسوہ حسنہ ہے، خاص طور پر مسلم خواتین کے لئے اسوہ کامل ہے۔

ہم اس مختصر مقالہ میں جناب سیدہ کونین فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کے گھریلو کردار کو مختصراً ذکر کریں گے تاکہ مسلمان خواتین کے لئے بنتِ رسولِ خدا ﷺ کا کردار بطور سیرتِ حسنہ سامنے رہے اور اپنی زندگی کو اس سیرت طیبہ پر گامزن رکھنے کی کوشش کریں کیونکہ فاطمہؑ کوئی معمولی خاتون نہیں ہیں بلکہ آپؑ بنتِ خیر المرسلین ﷺ اور نفسِ رسولؐ امیر المؤمنین علیہ السلام کی زوجہ ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے جس کی عصمت کی گواہی اپنی لاریب کتاب میں دی، جس کی اطاعت کو قرآن میں لازم قرار دیا، پس فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کا کردار تمام خواتین کے لئے اسوہ ہے جیسا کہ علامہ اقبالؒ نے اسی طرف کچھ اس طرح اشارہ کیا ہے:

مادران را اسوہ کامل بتول، ماؤں کے لئے اسوہ کاملہ بتول ہیں۔

مائیں جتنی پاکیزہ ہوں اس کے اثرات ان کے بچوں کی زندگی پر نظر آتے ہیں۔

آیئے ہم تاریخ اور سیرت نگاروں کے بیانات کی روشنی میں جناب سیدہ کونین علیہا السلام کی گھریلو زندگی کی سیرت پر آگاہی حاصل کرتے ہیں۔

گھر میں بطور بہو کردار:

جنابِ فاطمہ زہراء علیہا السلام جب خانہ مرتضیٰ میں تشریف لائیں تو اس عظیم گھر میں جناب فاطمہ بنت اسد مادرِ امیر المؤمنینؑ گھر کے امور کو انجام دے رہی تھیں، جناب فاطمہ زہراءؑ بہو بن کر آئیں تو جناب امیر المؤمنینؑ نے گھر کی ذمہ داریوں کو تقسیم کیا اور گھر میں کھانا تیار کرنے اور دیگر داخلی امور کو فاطمہ زہراءؑ کے سپرد کیا اور گھر کے خارجی امور کو اپنی والدہ محترمہ فاطمہ بنت اسدؑ کے حوالے کیا، یوں جناب فاطمہ زہراءؑ کو خانہ علیؑ میں ایک گھریلو خاتون کی عظیم ذمہ داری سونپی گئی۔ (الاستیعاب، ج۴، ص ۳۶۳، تہذیب الکمال ج۳، ص ۲۴۸ نقل از حیاۃ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء ص ۱۴۲)

جناب فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا درج ذیل امور کو خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیتی تھیں:

۱: کھانا تیار کرنا :

جگرہ گوشۂ رسولؐ خانہ رسول خداﷺ میں کھانا تیار کرتی تھیں اور یہ یقیناً ایک مسلمان خاتون کے لئے بہترین اسوہ حسنہ ہے ۔

آپؑ اپنے شوہر نامدار اور اپنے فرزندوں کے لئے کھانا تیار کرتی تھیں اور اپنے ہاتھوں سے چکی پیس کر آٹا تیار کرتی تھیں ، یہ وہ عظیم کردار ہے جو نبوت اور رسالت کے گھرانوں کی نشانی ہے ۔

۲: گھر کی صفائی :

آپ علیہا السلام گھر کی صفائی کا خاص خیال رکھتی تھیں اور گھر کو جھاڑو دیتی تھیں جس کی وجہ سے آپ کے کپڑوں پر گرد و غبار کے آثار نظر آتے تھے ۔

۳: کپڑے دھونا:

جناب سیدہ کونینؑ اپنے مبارک ہاتھوں سے جناب حسنینؑ اور جناب امیر المؤمنینؑ کے کپڑے دھوتی تھیں یہاں تک امیر المؤمنینؑ ایک خاص قمیص جسے آپؑ جنگ کے دوران زیبِ تن فرماتے تھے اسے بھی دھوتی تھیں ۔ (بحار الانوار ج۳۹، ص ۴۵)

۴: امام امیر المؤمنینؑ کا فاطمہ زہراءؑ کے ساتھ گھر کے کاموں میں تعاون:

اسلامی تعلیمات میں میاں بیوی کا ایک دوسرے کے کاموں میں ہاتھ بٹانے کے بارے میں بہت ساری روایات نقل ہوئی ہیں ، جناب امیر المؤمنین علیہ السلام گھر کے کاموں میں اپنی زوجہ طیبہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے ہاتھ بٹاتے تھے اور تعاون کرتے تھے ۔

روایت کی گئی ہے کہ : امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

ایک دفعہ رسولِ خداﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے ، اس وقت جناب فاطمہؑ ہانڈی کے پاس تھیں اور میں دال صاف کر رہا تھا ، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابا الحسنؑ سنو مجھ سے جو میں کہتا ہوں اور میں نہیں کہتا ہوں سوائے میرے رب کے حکم کے ۔

مَا مِنْ رَجُلٍ يُعِينُ امْرَأَتَهُ فِي بَيْتِهَا إِلَّا كَانَ لَهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ عَلَى بَدَنِهِ عِبَادَةُ سَنَةٍ صِيَامَ نَهَارِهَا وَ قِيَامَ لَيْلِهَا وَ أَعْطَاهُ اللَّهُ مِنَ الثَّوَابِ مِثْلَ مَا أَعْطَاهُ الصَّابِرِينَ

کہ کوئی شخص اگر گھر کے کاموں میں اپنی بیوی کا ہاتھ بٹائے گا ، اسے اس کے بدن کے ہر بال کے حساب سے ایک سال کی عبادت کا ثواب دیا جائے کہ جس میں دن کے روزے اور رات کی عبادت شامل ہوگی اور اللہ اسے صابرین اور صادقین کا ثواب عطا فرمائے گا۔ (بحار الانوار ج۱۰۱، ص۱۳۳)

اور بعض مصادرِ احادیث و سیرت میں یہ صراحت کے ساتھ نقل ہوا ہے کہ جناب رسولِ خداﷺ اپنی دختر فاطمہؑ کو حکم دیتے تھے کہ گھر کے امور کو انجام دیں اور علی علیہ السلام کو حکم دیتے تھے کہ باہر کے امور کو انجام دیں ۔

امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں :

خدا کی قسم میں نے کبھی فاطمہؑ کو غضبناک کیا اور نہ ہی کسی حوالے سے نفرت کی ، یہاں تک کہ اللہ نے اسے اپنے پاس بلا لیا اور خدا کی قسم اس نے بھی مجھے کبھی غضبناک نہیں کیا اور نہ ہی مجھ سے نفرت سے پیش آئیں، اور نہ کبھی میری نافرمانی کی ، بلکہ میں جب بھی اسے دیکھتا تھا تو میرے تمام غم و اندوہ ختم ہو جاتے تھے ۔ (المناقب ص۳۵۳، بحار الانوار ج۴۳، ص ۱۳۳)

۵: ہمسائیوں کی مدد کرنا :

یہ بات بھی انسانی معاشرے میں مسلمات میں شمار ہوتی ہے کہ انسان کا پڑوسیوں کے ساتھ سلوک اچھا ہو ، اگر پڑوس اچھا نہ ملے تو زندگی اجیرن ہو سکتی ہے ، جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام اپنے ہمسائیوں کے ساتھ بھی محبت اور مودت اور خدمت گزاری کرتے ہوئے نظر آتی ہیں ، آپ فقط اپنے گھر والوں کے لئے چکی پیس کر آٹا تیار نہیں کرتی تھیں بلکہ اپنے پڑوس میں موجود غریب اور فقراء کے لئے بھی آٹا تیار کر کے دیتی تھیں ۔

جناب سلمان فارسیؓ اسی حوالے سے نقل کرتے ہیں:

ایک مرتبہ میں فاطمہ زہراء علیہا السلام کے گھر کے قریب سے گزر سے رہا تھا ، میں نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی رونے کی آواز سنی اور یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ دونوں بچے تھے ، بچوں کے رونے کی آواز نے میرے دل کو غمگین کیا ، میں نے درِ زہراءؑ پر کھڑے ہو کر آواز دی کہ میں بچوں کو اٹھانا چاہتا ہوں ۔

جناب فاطمہؑ نے فرمایا: جناب سیدہ علیہا السلام حسنؑ و حسینؑ کی طرف چلی گئیں ، میں چکی کی طرف گیا جس میں آپؑ آٹا پیس رہی تھیں ، میں نے چکی کا پاٹ پکڑ کر آٹا پیسنا چاہا تو دیکھا کہ چکی کے دستے پر خون کے آثار تھے ، میں پریشان ہوا اور جناب فاطمہؑ سے اس بارے دریافت کیا تو آپ علیہا السلام نے فرمایا:

میں یہ گندم اور جو پیس رہی ہوں ، یہ مدینہ کے ان فقراء کے لئے ہے جن کے پاس چکی نہیں ہے ، وہ میرے پاس گندم لاتے ہیں اور کھانا طلب کرتے ہیں ، پس میں ان فقراء و مساکین کے لئے ہاتھوں سے آٹا تیار کر کے دیتی تھی ۔ (اعلموا انی فاطمہ ج۴، ص ۵۴۷)

بقیہ صفحہ ۱۷ پر ملاحظہ فرمائیں۔۔۔

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لائے تو دیکھا کہ فاطمہؑ کے سر پر اونٹ

نظامِ غلامی اور اسلام

مرجع مسلمین و جہانِ تشیّع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ

الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف

واضح رہے کہ خداوندِ عالم کو اپنے بندوں کی عزت و کرامت اور نظام طبیعی کے پیش نظر آسودگی اور خالق و مخلوق کے درمیان صحیح روابط ہی کو خدا کی رحمت اور بندگی کی حدود میں میسر ہو سکتا ہے اور اس نظام کو لوگوں تک پہنچانے کا ذریعہ جس کے لئے انبیاء و آئمہ خلق فرمائے اور فطرت انسانی چونکہ طبیعی طور پر کسی حد بندی کو قبول نہیں کرتی حیوانگی اور درندگی اس پر غالب رہتی ہے اس لئے ضروری تھا کہ اس نظام کی معرفت دلائی جاتی اور اس کی خوبیوں سے آگاہ کیا جائے اور شرافت اور اہمیت سے مطلع کیا جائے اور ظاہر ہے کہ اس کے لئے صرف قانون کی ایجاد کافی نہیں ہے بلکہ لوگوں کو قانون کی معرفت اور اس کی دوری سے پیدا ہونے والے مصائب اور مشکلات اور اس پر واضح کرنے کے لئے کہ اس کے قانون پر عمل نہ کرنے سے انسان ایک درندہ بن جاتا ہے اسے کسی نا کسی نظام کی معرفت کے ساتھ اس کی پابندی پر اکسایا جائے اور اس کام کے لئے تبلیغی وسائل استعمال کئے گئے اور کیونکہ کفر اور اسلام میں فساد کا سبب وہ لوگ جو اسلام سے دور رہتے تھے اور کفر کی کسی قسم میں مبتلاء تھے ان پر حقیقت اسلام واضح کرنا ، خالق کائنات کی رحمت ، عدالت بندہ پروری کا تقاضہ تھا اور اسی وجہ سے خداوندِ عالم نے مختلف انبیاء کو مختلف طریقوں سے تبلیغ کرنے کا حکم فرمایا تھا اور جب کافروں نے دیکھا کہ اسلام آہستہ آہستہ پھیل رہا ہے اور اس کے عالمی قانون ہونے کی صورت میں درندہ صفت افراد کی دیرینہ غیر مشروع خواہشات پامال ہوجائیں گی وہ اسلام کے خلاف پیکارِ جنگ ہوئے ، رسول اکرم ﷺ کو دفاعی جنگ پر مجبور کیا گیا اور اگر جنگ کے ذریعے سب کافروں کو تباہ کر دیا جاتا تو اس سے مقصدِ خلقت تباہ ہو جاتا کیونکہ غایتِ خلقت یہ ہے کہ انسان زندگی کے تمام وسیلوں کو صحیح طریقے سے استعمال کرے کہ جس سے وہ دنیا و آخرت کی لذتوں اور نعمتوں سے فیضیاب ہو اس لئے خدا وندِ عالم نے مومن کو حکم دیا کہ ہر غیر مسلم کے سامنے اسلام کا نظارہ پیش کرے اور اس کے فضائل اور اس کی تمام خوبیوں سے آگاہ کرے کہ وہ لڑائی سے پہلے اسلام کو قبول کرے اور مسلمانوں کے ساتھ بھائی کی حیثیت سے دنیا و آخرت کی آسودگی سے محظوظ ہو اور اگر ہر صورت کافر اسلام کو قبول نہ کرے تنگ آمد بجنگ آمد کی نوبت آئے گی اور حتی المقدور لوگوں کو اسلامی نظام سے مستفیض ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر طریقہ استعمال کیا جائے کہ جس سے انسان اسلام سے آگاہ ہو اور وہ اس کو کسی نا کسی طرح قبول کرنے کے لئے تیار ہو جائے اور اس سے اس کا ہی فائدہ ہوگا اسلام کے ان اہم مقاصد میں سے اس مہم مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اسلام نے غلامی کے نظام کو کہ جو پہلے سے ہی رائج تھا اور دنیا کے تمام قوانین اور تمام صحیح اور باطل دین کے ماننے والے اس کو صحیح سمجھتے تھے اسلام اس غلامی کی صورت میں کافروں کو مسلمانوں کے اندر رہ کر اسلام کی صحیح معرفت اور اس کی رغبت کا وسیلہ مہیا کیا تاکہ ہر انسان اسلام سے فیضیاب ہو سکے ۔

اگرچہ آج کل غلامی کو دوسرے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے تاکہ وہ غلامی کو جو ظلم و استبداد کے لئے اپنائی جاتی ہے اور اس کا قبیح اور منحوس چہرہ عوام سے مخفی رکھا جائے اس لئے اس کو کئی ناموں سے موسوم کیا جانا اس کی واضح مثال ہے کہ بڑی طاقتیں چھوٹے ملکوں کو ترقی نہیں کرنے دیتیں اور اسی مقصد کی تکمیل کے لئے اقوام متحدہ کا نظام قائم کیا گیا جس میں بڑی طاقتوں کو ویٹو کا حق دیا گیا تاکہ ساری دنیا ان کے قبضے میں رہے یہ غلامی کی ایک بدترین قسم ہے سب دنیا کو اقتصادی ، سماجی ، دینی،اخلاقی اور سیاسی آزادی سے ہمیشہ کے لئے محروم رکھا گیا ہے جس سے چھوٹے ملک طاقتور ملکوں کی غلامی میں زندگی بسر کر رہے ہیں اگر کوئی ملک آزاد ہونا چاہتا ہے اس کے سامنے تمام مشکلات رکھی جاتی ہیں تاکہ وہ آزادی کی خوشبو سے بھی آشنا نہ ہو سکتے اسی طرح بدبخت ظالم اسلام کو غلامی کے رواج کی تہمت دے کر بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور خود بدبخت غلامی کے بانی و مبانی ہیں اس سے معلوم ہوا کہ سب غلامی کے قائل ہیں لیکن اسلام انسان کو غلامی کے ذریعے صحیح انسان بنانے کا وسیلہ قرار دیتا ہے اور باقی طاقتیں انسان کو اپنی گرفت میں لاکر اپنی خواہشاتِ نفسانی اور استبداد اور خون چوسنے کا آلہ کار بناتی ہیں ۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور فاطمہ زہراء علیہا السلام

مولانا سید نسیم نقوی

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران ۱۱۰)

ترجمہ: ۔تم بہترین امت ہو جو لوگوں (کی اصلاح) کے لیے پیدا کیے گئے ہو تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

بہترین امت آل محمد علیہم السلام ہیں۔ (تفسیر العیاشی، ج۱، ص ۱۹۵)

سید ۃ نساء العالمین کی پوری زندگی جہاد اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے عبارت ہے، بچپنے میں اپنے بابا پر آنے والے مصائب میں اس قدر غمگسار اور دشمنوں کی اذیتوں کو دور فرمانے والی تھیں کہ فاطمہ ام ابیہا (فاطمہؑ اپنے بابا کی ماں کی طرح ہے) کا مقام ملا، ماں کی طرح شفقت اور نگہداشت ایک کامل فکر و دانش رکھنے والی شخصیت سے ہی ممکن ہے، نیکی کی طرف بلانا اور برائی سے روکنا اگرچہ زیادتر مردوں کے ذمہ خیال کیا جاتا ہے اور اللہ رب العزت نے بھی اسی مقصد کے لئے انبیاء و آئمہ علیہم السلام کی شکل میں ہادی اور رہنما بھیجے لیکن سیدۃ نساء العالمین فاطمہ زہراءؑ کو ایسے جامع کمالات عنایت فرمائے کہ تمام جہانوں کی عورتوں کے لئے آپ کو تنہا رہبریت عطا فرمائی کہ آپ کی سیرت زندگی کے تمام پہلوؤں میں تمام مستورات کے لئے عملی نمونہ قرار پائی۔

آپؑ کی زندگی کے ایک گوشے میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا پہلو نمایاں ہے اور آپؑ نے اس وظیفہ کو انجام دے کر عملی طور پر بتا دیا کہ اگر کسی معاشرے میں مرد اپنا وظیفہ انجام نہ دے رہے ہوں یا نہ دے سکتے ہوں تو پھر مستورات کا میدانِ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو سنبھالنا واجب ہوجاتا ہے۔

اپنے باباﷺ کے چلے جانے کے بعد سب سے پہلے جس نیکی کی طرف سیدہ سلام اللہ علیہا نے دعوت دی وہ حق خلافتِ علیؑ ہے، اس کے لئے آپ مہاجرین و انصار کے گھروں پر چل کر گئیں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ عفت و طہارت کی ملکہ امامت کو اتنا اہم سمجھتی ہیں کہ اس کو بچانے کے لئے اگرچہ رسول اللہﷺ کی بیٹی کو جو گھر سے باہر نہ آتی تھیں گھر سے باہر آنا پڑا کیونکہ امامت و خلافت الٰہی میں نظامِ امت پوشیدہ ہے اور اسی میں اصلی دین کی بقاء ہے۔

دوسرا مرحلہ نہی عن المنکر کا ہے کہ جب آپؑ اپنا حقِ فدک لینے کے لئے گئیں اور اس مرحلہ میں صدیقہ طاہرہؑ نے جو مصائب اٹھائے ان کو اپنے الفاظ میں یوں بیان فرمایا:

صبت علی مصائب لو انها صبت علی الایام لصرن لیالیا

میرے اوپر ایسے مصائب آئے اگر وہ دنوں پر آتے تو سیاہ راتوں میں بدل جاتے۔

سیدہؑ کی سیرت تمام اہل حق کے لئے عملی نمونہ ہے کہ دینِ حق کی بقاء کے لئے اور ظلم و غصب کے خلاف آوازِ حق بلند کرنے کے لئے تمہیں جتنی بھی زحمتیں اٹھانی پڑیں، اٹھا لینا، اسی میں تمہاری اور آئندہ نسلوں کی کامیابی کی ضمانت ہے۔

رسولِ اسلام ﷺ کے بعد سے لے کر آج تک امت مسلمہ کے اکثر لوگ نہ صرف خود دین کے اکثر احکام سے بے خبر ہیں بلکہ نہی عن المنکر کے وظیفہ سے دور ہیں، جس کی وجہ سے امت مسلسل زوال کا شکار رہے۔

اور قرآن مبارک میں بھی ہے:

إِنَّ اللَّهَ لا يُغَيِّرُ ما بِقَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُوا ما بِأَنْفُسِهِم

بے شک اللہ کسی قوم کے حالات نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنے آپ کو نہ بدلیں۔

جناب شعیبؑ کی قوم میں سے ۶۰ ہزار نیک تھے اور ۴۰ ہزار بد لیکن عذاب پوری قوم پر آیا کیونکہ ۶۰ ہزار بروں کو برائی سے نہیں روکتے تھے، عوام اور خواص، ہر عاقل اور بالغ سب پر نہی عن المنکر اور امر بالمعروف واجب کفائی کے طور پر واجب ہے۔

نہی عن المنکر جب امت نے چھوڑا تو ۵۰ سال میں یزیدیت کا دور چل نکلا، تمام شعبہ حیاتِ اسلامی تعلیمات سے عاری ہوگئے، صحابہ نے یزید لعین کی بیعت کر لی، جس کا معنی تھا کہ اسلام پر اب سلام ہے۔ جیسا کہ امام حسین علیہ السلام نے اس دور کی حقیقت اور ہر دور کی حقیقت یوں واضح فرمائی تھی کہ:

اذا ابتليت الامة مثل راع يزيد فعلى الاسلام سلام

جب امت یزید لعین جیسے حکمران کی حکمرانی میں مبتلاء ہو تو پھر اسلام باقی نہیں رہے گا۔

اسی فاطمہؑ کی بیٹی ایک مرتبہ پھر نہی عن المنکر کے لئے کوفہ و شام کے بازاروں میں آئی، چادریں قربان کیں، ہاتھوں میں رسیاں پہنیں، خطبے دیے تاکہ انبیاءؑ کی محنت بچ جائے، انسانیت اپنا مقام دوبارہ پا لے۔

آج بھی وقت کی حجت، خلیفہ رسول ﷺ، الھادی المھدی علیہ السلام پردہ غیب میں اسی انتظار میں ہیں کہ کب ان کے شیعہ ہونے کے دعویدار پورے اسلام کو سمجھ کر اور اس پر عمل پیرا ہو کر دوسروں کو قول و فعل سے نہی عن المنکر کرتے ہیں اور کب ان کے انتظار کی تلخیاں ختم ہوتی ہیں۔

بقیہ:

سیدہ فاطمہ زہراء سلام علیہا اپنے گھر میں

کے اون سے بنی چادر تھی، آپ ﷺ نے یہ حالت دیکھی تو گریہ کرتے ہوئے فرمایا:

دنیا کی سختیوں پر کل آخرت کی نعمتوں کی خاطر صبر کرو۔(کنز العمال ج۶، ص ۲۹۵)

آپ علیہا السلام جب چکی پیستی تھیں تو اس آیت کی تلاوت کرتی رہتی تھیں:

وَ ما عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَ أَبْقى اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہترین اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔(سورہ القصص ۶۰)

۶: کمزوروں کو پانی پلانا:

مدینہ منورہ کے غرباء اور فقراء کو نہ صرف آٹا بنا کر آپ دیتی تھیں بلکہ ان کمزوروں کے گھروں میں آپؑ پانی بھی پہنچا دیتی تھیں یہاں تک کہ پانی کے گھڑے اٹھانے کی وجہ سے جگر گوشہ رسول ﷺ کے جسم مبارک پر نشان پڑ گئے تھے۔

ان تمام واقعات اور روایات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوتی ہے کہ جناب سیدہ کونین فاطمہؑ اپنی عظمت اور بلندی درجات کے باجود عام لوگوں کی طرح زندگی گزارنے کو اپنے لئے سعادت سمجھتی تھیں، اور آپؑ نہ صرف اپنے گھر میں ایک بہترین شریک حیات کا کردار ادا کر رہی تھی بلکہ ایک عظیم ماں، ایک عظیم بیٹی کا کردار بھی نبھا رہی تھیں، اور جس طرح امیر المؤمنین علیہ السلام رسول خدا ﷺ کے فرامین اور نصیحتوں پر کم حقہ عمل فرماتے تھے اسی طرح جناب سیدہ کونین علیہا السلام بھی اپنے بابا رحمتِ دو عالم ﷺ کی نصیحتوں پر کما حقہ عمل کرتے تھے۔

یہاں تک کہ آپ کی شہادت قریب ہوئی تو آپؑ نے امیر المؤمنینؑ کو بلایا اور فرمایا:

اے میرے چچا زاد میں اپنے بابا سے ملنے جا رہی ہوں، میرا وقتِ آخر آ پہنچا ہے، آپ میری وصیتوں کو پورا کریں، امام علی علیہ السلام نے فاطمہؑ کے سر مبارک کو اپنی گود میں رکھا اور فرمایا آپ جو چاہتی ہیں وصیت فرمائیں۔

اور اس وصیت میں چند ایک یہ الفاظ بھی تھے:

اے میرے چچا زاد میں نے کبھی آپؑ سے جھوٹا وعدہ نہیں کیا، نہ کبھی جھوٹ بولا، نہ کبھی آپؑ سے خیانت کی، نہ آپؑ کی کبھی مخالفت کی۔

یہ آخری الفاظ بتا رہے ہیں کہ جناب فاطمہؑ نے اپنے گھر میں بہت ہی مثالی کردار ادا کیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

وضو کی اہمیت اور اس کا اجر و ثواب

قسط اول

مولانا قیصر عباس نجفی

وضو کی اہمیت کے بارے میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا فرمان ہے :

عَنْ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ آبَائِهِ ع قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ص الْوُضُوءُ نِصْفُ الْإِيمَانِ

وضو نصف ایمان ہے ۔(بحار ، ج ۷۷، ص۲۳۸)

اسی طرح امیر المؤمنین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں :

الطُّهْرُ نِصْفُ الْإِيمَانِ

وضو نصف ایمان ہے ۔ یہاں طہر سے مراد وضو ہے ۔)بحار ج۷۷، ص ۲۳۷)

اسی طرح ایک اور مقام پر مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ :

الطَّهُورُ نِصْفُ الْإِيمَانِ.

وضو نصف ایمان ہے ۔(مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل ج ۱، ص ۳۵۷)

احادیث کی کتب میں وضو کے لئے تین لفظ استعمال ہوئے ہیں ، ایک خود لفظ وضو، دوسرا طہر اور تیسرا طہور کا لفظ ۔

اب سوال یہ ہے کہ وضو نصف ایمان ہے اس سے کیا مراد ہے تو اس حوالے سے علامہ مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :

لعل المعنى أنه نصف الصلاة لشدة مدخليته في صحتها و قد سمى الله الصلاة إيمانا في قوله سبحانه وَ ما كانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمانَكُم

شاید نصف ایمان کا معنی یہ ہو کہ وضو نصف نماز ہے کیونکہ نماز کے صحیح ہونے میں وضو کی بہت زیادہ مداخلت ہے اور اللہ نے قرآن میں نماز کو ایمان سے تعبیر فرمایا ہے جیسا کہ قرآن کی یہ آیت ہے : وَ ما كانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمانَكُم اس آیت میں ایمان سے مراد نماز ہے ۔ (بحار الأنوار (ط - بیروت) ؛ ج۷۷ ؛ ص۲۳۸)

تفسیر انوار درخشاں ج ۲، ص ۵ پر اس آیت کی تفسیر میں ہے کہ یہاں ایمان سے مراد نماز ہے ۔

اسی طرح تفسیر تبیین ج ۱ ص ۳۳ پر ہے کہ :

زعم بعض أن الصلوات التي صلوها إلى بيت المقدس صارت باطلة عند تحويل القبلة، فجاءهم الجواب بأن الله لا يضيع ما هو مقتضى الإيمان من الصلاة إلى القبلة الأولى سابقا

بعض لوگوں نے قبلہ کی تبدیلی کے بعد یہ گمان کیا کہ انہوں نے جو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھی تھیں وہ باطل ہیں تو قرآن نے ان کو جواب دیا کہ قبلہ اولیٰ کی طرف جو نمازیں پڑھی تھیں اللہ ان کو ضائع نہیں کرے گا۔

تو اس پوری گفتگو کا خلاصہ یہ ہوا کہ ایمان کا اطلاق نماز پر ہوا ہے اور جب حدیث میں یہ وارد ہوا ہے کہ وضونصف ایمان ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وضو نصف نماز ہے ۔

پیغمبر اسلام ﷺ نے وضو کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ص رَأَيْتُ رَجُلًا مِنْ أُمَّتِي فِي الْمَنَامِ قَدْ بُسِطَ عَلَيْهِ عَذَابُ الْقَبْرِ فَجَاءَهُ وُضُوؤُهُ فَمَنَعَهُ مِنْه

میں نے اپنے ایک امتی کو خواب میں دیکھا اس پر عذاب قبر بھیجا گیا ، پھر اس کا وضو آیا اور اس نے اس امتی سے عذاب کو روک دیا۔ (روضۃ المتقین

ج ۲، ص ۳۰۶)

یوں قبر میں انسان کا وضو اس کو عذاب قبر سے بچائے گا ، اسی طرح ایک اور فرمان موجود ہے :

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ص أَوَّلَ مَا يَمَسُّ الْمَاءَ تَبَاعَدَ عَنْهُ الشَّيْطَانُ فَإِذَا تَمَضْمَضَ نَوَّرَ اللَّهُ قَلْبَهُ وَ لِسَانَهُ بِالْحِكْمَةِ فَإِذَا اسْتَنْشَقَ آمَنَهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ وَ رَزَقَهُ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ فَإِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ بَيَّضَ اللَّهُ وَجْهَهُ يَوْمَ تَبْيَضُّ فِيهِ الْوُجُوهُ وَ تَسْوَدُّ فِيهِ الْوُجُوهُ وَ إِذَا غَسَلَ سَاعِدَيْهِ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ أَغْلَالَ النَّارِ وَ إِذَا مَسَحَ رَأْسَهُ مَسَحَ اللَّهُ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَ إِذَا مَسَحَ قَدَمَيْهِ أَجَازَهُ اللَّهُ عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تَزِلُّ فِيهِ الْأَقْدَامُ وَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا جَامَعَ أَهْلَهُ بَسَطَ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ جَنَاحَيْهِ وَ تَنْزِلُ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ فَإِذَا اغْتَسَلَ بَنَى اللَّهُ تَعَالَى لَهُ بِكُلِّ قَطْرَةٍ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(وضو کرنے کے لئے) جب وہ سب سے پہلے پانی کو مس کرے گا تو شیطان اس سے دور ہو جائے گا اور جب وہ کلی کرے گا اللہ اس کے دل کو بہت زیادہ نورانی کرے گا اور اس کی زبان کو حکمت سے منور کرے گا اور جب وہ ناک میں پانی ڈالے گا تو اللہ اس کو جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے گا اور اس کو جنت کی خوشیاں عطا فرمائے گا اور جب وہ اپنا چہرہ دھوئے گا تو اللہ اس کے چہرے کو روشن کرے گا اس دن جس دن کچھ چہرے روشن ہوں گے اور کچھ کالے اور سیاہ ہوں گے اور جب وہ اپنے بازو دھوئے گا تو اللہ اس پر جہنم کے زنجیر کو حرام کر دے گا اور جب وہ پاؤں کا مسح کرے گا تو اللہ اس کو پل صراط عبور کرائے گا جب اس پل صراط پر دوسروں کے قدم لڑکھڑا رہے ہوں گے ۔ (روضۃ الواعظین و بصیرۃ المتعلمین ج ۲ ، ص ۳۰۶)

وضو کی عظمت کو پیغمبر اسلام ﷺ نے ایک اور انداز سے اس طرح بیان فرمایا:

صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ص ذَاتَ يَوْمٍ بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْفَجْرِ ثُمَّ جَلَسَ مَعَهُمْ يُحَدِّثُهُمْ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَقُومُ بَعْدَ الرَّجُلِ حَتَّى لَمْ يَبْقَ مَعَهُ إِلَّا رَجُلَانِ أَنْصَارِيٌّ وَ ثَقَفِيٌّ ----- فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ص أَمَّا أَنْتَ يَا أَخَا ثَقِيفٍ فَإِنَّكَ جِئْتَ تَسْأَلُنِي عَنْ وُضُوئِكَ وَ صَلَاتِكَ وَ مَا لَكَ فِيهِمَا مِنَ الثَّوَابِ فَاعْلَمْ أَنَّكَ إِذَا ضَرَبْتَ يَدَكَ فِي الْمَاءِ وَ قُلْتَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ تَنَاثَرَتِ الذُّنُوبُ الَّتِي اكْتَسَبَتْهَا يَدَاكَ فَإِذَا غَسَلْتَ وَجْهَكَ تَنَاثَرَتِ الذُّنُوبُ الَّتِي اكْتَسَبَتْهَا عَيْنَاكَ بِنَظَرِهِمَا وَ فُوكَ بِلَفْظِهِ فَإِذَا غَسَلْتَ ذِرَاعَيْكَ تَنَاثَرَتِ الذُّنُوبُ عَنْ يَمِينِكَ وَ شِمَالِكَ فَإِذَا مَسَحْتَ رَأْسَكَ وَ قَدَمَيْكَ تَنَاثَرَتِ الذُّنُوبُ الَّتِي مَشَيْتَ إِلَيْهَا عَلَى قَدَمَيْكَ فَهَذَا لَكَ فِي وُضُوئِكَ.

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی ، پھر ان کے ساتھ باتیں کرنے لگے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا پھر لوگ ایک کے بعد ایک ایک کر کے جانے لگے ، یہاں تک کہ آپ کے پاس دو آدمی بچ گئے ، ایک انصاری اور دوسرا ثقفی ۔۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

اے ثقفی بھائی آپ آئے ہیں کہ آپ مجھ سے وضو اور نماز کا سوال کریں کہ ان کا کتنا اجر و ثواب ہے تو آپ جان لیں :

جب آپ وضو کے لئے ہاتھ پانی میں مارتے ہیں اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہتے ہیں تو تمہارے وہ گناہ ختم ہوجائیں گے جو تم نے ہاتھوں سے کئے ، اور جب تم اپنا چہرہ دھوتے ہو تو تمہارے وہ گناہ ختم ہوجاتے ہیں جو تم نے آنکھ سے کئے اور زبان سے کئے ، اور جب تم بازو دھوتے ہو تو تمہارے دائیں بائیں کے گناہ ختم ہوجاتے ہیں اور جب آپ سر اور پاؤں کا مسح کرتے ہیں تو تمہارے وہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں جو تم نے اپنے قدموں سے چل کر کئے ہوتے ہیں اور یہ تمہارے لئے وضو میں اجر و ثواب ہے ۔ (من لایحضرہ الفقیہ ج۲، ص ۲۰۲، روضۃ الواعظین و بصیرۃ المتعلمین ج ۲ ، ص ۳۰۵)

نوٹ : اس حدیث میں دائیں بائیں کے گناہ سے مراد یا دائیں ہاتھ اور بائیں ہاتھ کے گناہ ہیں یا جسم کے دائیں جانب یا بائیں جانب سے کئے گئے گناہ مراد ہیں ۔

امام رضا علیہ السلام نے وضو کی اہمیت کو اس طرح بیان فرمایا ہے :

لَمَّا كَلَّمَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ مُوسَى بْنَ عِمْرَانَ ع قَالَ مُوسَى---- إِلَهِي فَمَا جَزَاءُ مَنْ أَتَمَّ الْوُضُوءَ مِنْ خَشْيَتِكَ قَالَ أَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ لَهُ نُورٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ يَتَلَأْلَأُ.

جب اللہ نے حضرت موسیٰ بن عمران سے کلام کیا تو حضرت موسیٰؑ نے فرمایا اے اللہ اس کی کیا جزا ہے جو اپنا وضو تیری خشیت سے مکمل کرے تو اللہ نے فرمایا : اس کو قیامت کے دن اس حال میں مبعوث کروں گا کہ اس کی پیشانی پر نور ہوگا جو چمک رہا ہو گا۔ (الامالی للصدوق ص۲۰۹)

دعا کی قبولیت میں وضوء کا کردار :

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ مَنْ طَلَبَ حَاجَةً وَ هُوَ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ فَلَمْ تُقْضَ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ.

عبد اللہ ابن سنان کہتے ہیں میں نے امام صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو آدمی اللہ سے حاجت طلب کرے اور وہ بغیر وضو کے ہو اور اس کی حاجت قبول نہ ہو تو وہ بندہ صرف اپنے آپ کو ملامت کرے ۔ (تہذیب الأحکام (تحقیق خرسان) ؛ ج۱ ؛ ص۳۵۹)

جاری ہے -----

مرجع عالی قدر دام ظلہ سے پوچھے گئے سوالات اور ان کے جوابات

ترتیب: مولانا محمد مجتبیٰ نجفی

سوال: جس طرح ہمیں معلوم ہے کہ امام زمانہ (عج) کا ظہور ہوگا ان شاء اللہ، تو ان کی فوج میں 313 سپاہی ہوں گے امام کے، تو میرا سوال یہ ہے کہ کیا ان میں عورتیں ہوں گی؟ اور ہمارے نوجوان تو امامؑ کے سپاہی ہوں گے اور امامؑ کے ظہور کے لئے وہ خود یقینا تیاری بھی کر رہے ہیں، لیکن ہم خواتین کس طرح تیاری کریں؟ ہم خواتین پر امامؑ کے کیا حقوق ہیں ؟

جواب: بسمہ سبحانہ! متقی بنو اور پردے کی اس طرح پابندی کرو کہ جس طرح جناب زہراءؑ کرتی تھیں یعنی جسم کا کوئی بھی حصہ بغیر مجبوری کے کسی بھی غیر محرم کے سامنے ظاہر نہ ہو اور اسی طرح آپ کی آواز بھی کسی مجبوری کے بغیر کسی نامحرم تک نا جائے اور متقی بننے کا پہلا قدم یہ ہے کہ ہر روز سونے سے پہلے محاسبہ کرو صبح سے لے کر اب تک جو اعمال و حرکات سر زد ہوئی ہیں ان کا جائزہ لو، اگر کسی نیکی کی توفیق ہوئی ہے تو خدا کا شکر ادا کرو کہ اس نے اس نیکی کی توفیق عطا فرمائی ہے اور اگر کوئی خدا کی معصیت یا گناہ سرزد ہوا ہے تو سونے سے پہلے ندامت کے ساتھ رو۔ اور امام زمانہ (عج) کا واسطہ دے کر خدا سے اس کی معافی مانگو اور اگر کسی مومن سے زیادتی کی ہے تو سونے سے پہلے اس سے معافی مانگو ورنہ قیامت کے دن اگر وہ مومن معاف نہیں کرے گا تو اس سے چھٹکارا بہت مشکل ہو گا اور وہ معاف نہیں کرے گا جب تک کہ آپ سے آپ کی نیکیاں نہ لے لے۔ اور خدا کی رحمت سے نا امید ہونا بھی بہت بڑا گناہ ہے۔

اور عورت اگر ان تمام امور کی پابندی کرے کہ جو خدا نے اس پر واجب کئے ہیں اور ان سے اجتناب کرے کہ جو اس کے لیے حرام قرار دیئے ہیں خصوصاً شادی کے بعد اپنے شوہر کی مکمل اطاعت کرے تو خداوندعالم اس کو مجاہدین کا ثواب عطا کرے گا اور وہ جو امامؑ کی خدمت میں جہاد کریں گے ہر عورت جس کا کوئی مرد اس کا محرم مولاؑ کے ساتھ تلوار لے کر ان کی مدد کر رہا ہے اس کی خدمت کر کے جہاد میں حصہ لے گی۔ والسلام

سوال: جو شخص اپنی زندگی میں بالکل نماز پڑھتا بھی نہ ہو تو کیا اس کے مرنے کے بعد بیٹوں پر نماز قضا کرنا ضروری تو نہیں ہو گی؟

جواب: بسمہ سبحانہ! وہ نمازیں کہ جو مرحوم والد سے بیماری کے سبب چھوٹی تھیں بڑے بیٹے پر واجب ہیں کہ ان نمازوں کی قضاء کرے اگر بڑے بیٹے کے علاوہ کوئی اور بیٹا ان نمازوں کو ادا کرنا چاہے تو بڑے بیٹے سے اجازت لے کر ادا کر سکتا ہے اور اسی طرح وہ روزے جو سفر میں چھوٹے تھے بڑے بیٹے پر ان کی قضاء کرنا واجب ہے اور بہتر ہے کہ مرحوم نے جو نمازیں اور روزے بیماری کے بغیر چھوڑے تھے ان کو بھی ادا کیا جائے اور ان روزوں کا کفارہ بھی دیں جو بیماری کے علاوہ غلطی سے چھوڑے تھے اور جو بیماری میں چھوڑے تھے ان کا فدیہ دیں گے۔ واللہ العالم

سوال: کیا جنت میں جا کر ماتم ہو گا؟

جواب: بسمہ سبحانہ !جنت میں کس لحاظ سے ماتم ہو گا یہ واضح کریں کیونکہ امام حسین علیہ السلام کو خداوندعالم جنت میں ہر خوشی سے نوازے گا اور تمام اہل بیتؑ اور ان کے ماننے والوں اور پیروکاروں کو ہر نعمت سے نوازے گا، تو وہاں بھلا کس چیز کا ماتم ہو گا، خدا نے قرآن میں واضح بتایا ہے کہ مومنین جنت میں ہر غم و حزن سے دور ہونگے۔ واللہ العالم

سوال: کیا جدہ یا مکہ میں رہنے والے یا ان کے قریب رہنے والوں کے لئے ہر اسلامی ماہ میں عمرہ کرنا ضروری ہے؟

جواب: بسمہ سبحانہ !ہر اسلامی ماہ واجب نہیں ہے۔ واللہ العالم

سوال: کیا تابوت یا علم پہ اس طرح دعا مانگنا جائز ہے کہ امام علیہ السلام یا حضرت عباس علیہ السلام آپ کو جناب سکینہ کا واسطہ میری یہ دعا پوری کر دیجئے ؟

جواب: بسمہ سبحانہ !اگر پاک ہستیوں میں سے کسی کے واسطے سے خدا کے سامنے شفاعت کا تقاضہ کرتے ہیں تو یہ درست ہے اور اس شفاعت کی نیت

سے ہی آپ دعا مانگیں تو یہ درست ہے۔ واللہ العالم

سوال: اگر سات بچوں کا عقیقہ کرنا ہو تو عیدِ قربان کی طرح ایک ہی ذبیحہ لیا جا سکتا ہے بیل وغیرہ؟

یا علیحدہ علیحدہ بکرے ہی لینے واجب ہیں؟

جواب: بسمہ سبحانہ !ہر ایک کے لیے علیٰحدہ علیٰحدہ بکرا کرنا ہو گا۔ واللہ العالم

سوال: کیا جناب ابوالفضل العباس اور جناب عبداللہ بن جعفر طیار سید ہیں؟

جواب: بسمہ سبحانہ!بنی ہاشم سید تھے اور خصوصاً حضرت عبد المطلبؑ کی اولاد سید اور سب عظیم درجات کے مالک تھے البتہ وہ شخص کہ جس کا سلسلہ نسب جناب زہراءؑ اور امیر المؤمنینؑ دونوں سے ملتا ہے ان کی عظمت دوسرے سادات کی نسبت بہت زیادہ ہے۔ صدقہ حرام ہے تو سب بنی ہاشم پر حرام ہے اور جناب زہراءؑ کی عظمت خاص ہے کہ جو صرف اور صرف بی بی زہراءؑ سے خاص ہے۔ واللہ العالم

سوال: ایران میں کیوں جمعہ کی نماز واجب ہے؟ کس وجہ سے وہاں جمعہ کی نماز صحیح ہے؟

جواب: بسمہ سبحانہ !ایران میں حکومت مجتہد کے ہاتھ میں ہے اس لئے وہاں جمعہ کی نماز واجب کی نیت سے ہو سکتی ہے اور دنیا کے کسی اور ملک میں حکومت مجتہد کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ واللہ العالم

سوال: نماز قصر کرنے کے لیے کتنی مسافت درکار ہے اور وہ کہاں سے شروع ہو گی یعنی اپنے گھر سے یا اپنے گاوں یا شہر کی آخری حد سے اور کہاں تک ماپنی ہو گی یعنی جہاں ہم نے جانا ہے یا جہاں جانا ہے وہ شہر جہاں سے نظر آ جاۓ؟

جواب: بسمہ سبحانہ!جو شخص مسافر ہے اس کا سفر آٹھ فرسخ شرعی سے کم نہ ہو اور فرسخ شرعی، ساڑھے پانچ کیلو میٹر سے قدرے کم ہوتا ہے (جہاں تک میلوں کا سوال ہے آٹھ فرسخ شرعی کے تقریباً ۲۸ میل بنتے ہیں) یعنی تینتالیس (۴۳) کلو میٹر اور دو سو میٹر۔

جو شخص آٹھ فرسخ سفر کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اگرچہ وہ ہر روز تھوڑی مقدار میں فاصلہ طے کرے لیکن جب وہ ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں اپنے شہر کی اذان نہ سن سکے اور وہ اپنے شہر کی دیواروں میں تمیز بھی نہ کر سکے تو اس جگہ سے اس پر نماز و روزہ قصر ہو جائیں گئے اور مسافت کی ابتداء شہر کے آخری گھر سے شمار کی جائے گی اور جس شہر میں آپ جانا چاہتے ہیں اس شہر کی دیواریں شروع ہوتی ہیں وہاں تک مسافت ناپی جائے گی۔ واللہ العالم

سوال: کیا انگوٹھے کے ساتھ والی دو انگلیوں میں انگوٹھی پہننا جائز ہے؟

جواب: بسمہ سبحانہ !انگوٹھے کے ساتھ والی انگلیوں میں انگوٹھی پہننا حرام نہیں ہے لیکن افضل یہ ہے کہ انگوٹھی دائیں ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی میں یا اس کے پہلو میں جو انگلی ہے اس میں پہنی جائے اور اگر آپ زیادہ انگوٹھیاں پہننا چاہتے ہیں تو دائیں ہاتھ کی مذکورہ دونوں انگلیوں کے بعد بائیں ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی اور اس کے پہلو والی انگلی میں بھی پہن سکتے ہیں۔ واللہ العالم

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مرجع عالی قدر دام ظلہ الوارف کی خدمت میں حرم حضرت عباس علیہ السلام کا خصوصی وفد

مرجع مسلمین و جہانِ تشیّع حضرت آیۃ اللہ العظمٰی الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف نے مرکزی دفتر نجف اشرف میں حرم حضرت عباس علیہ السلام کے خصوصی وفد سے اپنی پدرانہ نصیحتوں اور ضروری ارشادات کے بعدفرمایا کہ حرم میں خدمت انجام دینا انکے لئے اور انکی آنی والی نسلوں کے لئے عظیم شرف اور عزت ہے جسکا فائدہ انہیں دنیا و آخرت دونوں میں ملے گا۔

مرجع عالی قدر دام ظلہ الوارف نے حرم میں خدمت انجام دینے والوں کو زائرین کے ساتھ پیش آتے وقت نیک اخلاق اور خندہ پیشانی کو اپنا شعار بنانے کی دعوت دی۔

مرجع عالی قدر دام ظلہ الوارف نے حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام کی منزلت کو بیان کرتے ہوئےفرمایا کہ انہوں نے اپنےوقت کےامام حضرت امام حسین علیہ السلام کی مکمل اطاعت فرمائی اور اسی سیرت پر مؤمنین کو عمل کرتے ہوئے ائمہ معصومین علیہم السلام کی اطاعت کرتے ہوئےانکی سیرت پاک پر عمل کرنا چاہئےاور انکے بتائے راستے کی پابندی کرنا چاہئے تاکہ ہمیں تقرب الٰہی حاصل ہوسکے اور دنیا و آخرت کی خوش بختیاں ہمارا مقدر بن سکے۔

حجت الاسلام علامہ حسن جعفری حفظہ اللہ کی مرجع عالی قدر دام ظلہ سے ملاقات

حجت الاسلام والمسلمین علامہ حسن جعفری حفظہ اللہ نے مرجع عالی قدر آیت اللہ العظمی الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ سے ان کے مرکزی دفتر نجف اشرف میں ملاقات کی . اس ملاقات میں غیر معمولی نوعیت کے امور زیر بحث رہے. آخر پر حجت الاسلام علامہ حسن جعفری حفظہ اللہ نے مرجع عالی قدر دام ظلہ کا قیمتی وقت دینے پر شکریہ ادا کیا.

ایام فاطمیہ میں جلوسوں اور مجلس و ماتم کا اہتمام مذہب اہلبیت علیہم السلام کے صحیح عقائد کی تائید ہے

مرجع عالی قدر حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف کی قیادت میں، علمائے کرام، اساتذہ وطلاب حوزہ علمیہ نجف اشرف اور کثیر تعداد میں عراقی قبائل کے سربراہان و مؤمنین نے حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کی شہادت کا پرسہ و تعزیت پیش کرنے کی غرض سے مرکزی دفتر نجف اشرف سے برآمد ہوکر حرم حضرت امیر المؤمنین علی بن ابیطالب علیہما السلام میں اختتام پذیر ہوئے جلوسِ عزائے فاطمیہ میں شرکت فرمائی۔

غم و اندوہ میں ڈوبی صدائے لبیک یا زہراؑ، عظم اللہ لک الاجر یا صاحب الزمان عج، و عظم اللہ لک الاجر یا امیر المؤمنینؑ کے ساتھ گذشتہ سالوں کی طرح امسال بھی مرکزی دفتر مرجع عالی قدر حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف سے،خود مرجع عالی قدر دام ظلہ الوارف کی رہبری و حمایت اور موجودگی میں سوگواروں کا قافلہ پیدل چلتے ہوئے حرم حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام تک پہنچا جہاں مجلس غم کا اہتمام کیا گیا۔

مرجع عالی قدر دام ظلہ الوارف کے فرزند اور مرکزی دفتر کے مدیر حجۃ الاسلام شیخ علی نجفی دام عزہ نے صحافیوں سے اپنے بیان میں فرمایا کہ مرجع عالی قدر دام ظلہ الوارف کا مؤمنین کے ساتھ شرکت فرمانے کا مقصد حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام و حضرت امام زمانہ عج کی خدمت میں تعزیت پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اس مشارکت سے صاف اور واضح پیغام دینا ہے کہ اس عظیم مصیبت کہ جس میں جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام کی شہادت ہوئی ان ایام کی یاد کو باقی رکھنا شعائر الٰہیہ کو باقی رکھنا ہے ساتھ ساتھ ایام فاطمیہ میں جلوسوں اور مجلس و ماتم کا اہتمام مذہب اہلبیت علیہم السلام کے صحیح عقائد کی تائید ہے اور اسکو باقی رکھنا، ہر سال اس سے بہتر انداز میں منعقد کرنا، اسکی معنویت و آفاقیت و حقیقت کو پوری دنیا پر آشکار رکھنا شعائر دینیہ کا اہم رکن ہے۔

وَ قَالَ النَّبِيُّ ص لَهَا أَيُّ شَيْءٍ خَيْرٌ لِلْمَرْأَةِ قَالَتْ أَنْ لَا تَرَى رَجُلًا وَ لَا يَرَاهَا رَجُل

رسولِ خدا ﷺ نے جناب فاطمہ علیہا السلام سے پوچھا: عورت کے لئے سب سے بہتر کیا ہے؟

تو جناب سیدہ فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا:

نہ وہ کسی نامحرم مرد کو دیکھے اور نہ کوئی نامحرم مرد اسے دیکھے۔

بحار الأنوار (ط - بيروت) ؛ ج ۴۳ ؛ ص ۸۴

سالانہ ممبر شپ 300 روپے

مرکزی ایڈریس:
امیر المؤمنین علیہ السلام ٹرسٹ ، صدر مقام باٹا پور، نزد گیٹ نمبر 2، باٹا فیکٹری لاہور پاکستان